امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

خصوصی شمارہ

ماہنامہ شریعت

جلد 4 ربیع الثانی 1437ھ بمطابق فروری 2016ء شمارہ 12

ماہنامہ شریعت ! کامیاب سفر کے چار سال

امارت اسلامیہ کی نئی قیادت کے مدبرانہ اقدامات

- اسلامی صحافت کی نشاۃ ثانیہ ماہنامہ شریعت
- جہادی صف کے اتحاد کی ضرورت و اہمیت
- 2015 جہادی کامیابیوں کا سال
- جہاد اور منبر کے درمیان ہم آہنگی
- جہاد بالقلم
- ماہنامہ شریعت: چوتھا برس، سفر ابھی جاری ہے۔

1

2

3

4

بڑے تاباں، بڑے روشن ستارے ٹوٹ جاتے ہیں!

وہ مسکراتے چہرے، خندہ جبیں اور کھلے دل کا مالک یوں اچانک ہم سے جدا ہوا کہ آج تک یقین ہی نہیں آرہا ہے کہ وہ ہم میں نہیں، ہر دم یہی آس لگی رہتی ہے کہ ابھی کہیں سے مسکراتے ہوئے نمودار ہوں گے اور ہمیشہ کی طرح حال چال پوچھیں گے۔ لیکن ایسا ممکن نہیں کیونکہ وہ ہمیں داغ مفارقت دے کر بہت لمبی مسافت کے سفر پر چلے گئے ہیں، جی ہاں میں بات کر رہا ہوں نہایت محترم شخصیت مولانا سید محمد حقانی صاحب کی جن کے ساتھ رحمہ اللہ لکھتے ہوئے دل درد محسوس کر رہا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ شخصیت ہی ایسی تھی اور پھر عمر بھی تو مرنے کی نہ تھی۔ کس نے سوچا تھا کہ وہ اتنی جلدی اور اچانک ساتھ چھوڑ جائیں گے، وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ ان کی شفقتوں، محبتوں اور قدم قدم پر رہنمائی سے ہم اتنی جلدی محروم ہو جائیں گے۔ ہم نے تو ابھی ان سے بہت کچھ سیکھنا تھا لیکن شائد اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھا اور اس نے اپنے دیگر نیک بندوں کی طرح اسے بھی بہت جلد اپنے پاس بلالیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہیں۔ ہمیں اپنے رب سے کوئی شکوہ شکایت نہیں۔ لیکن مولانا سید محمد حقانی صاحب رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات پر دکھی ہونا، آنسو بہانا اور دل گرفتہ ہونا تو انسان ہونے کے ناطے ایک فطری امر ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم کی آنکھوں میں اپنے لخت جگر سیدنا ابراہیم کی وفات پر آنسو جھلملا رہے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے "انا بفراقک یا ابراھیم لمحزون" ابراہیم! ہم تیری جدائی سے بڑے دل گرفتہ ہیں۔

قارئین کرام! حقانی صاحب کی وفات سے ادارہ ایک نہایت ہی محترم، شفیق اور قابل قدر سرپرست سے محروم ہوا ہے، ان کی ذات ادارے کے لئے ایک سائبان کی حیثیت رکھتی تھی، وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کا خیال رکھنے والے بہت بڑے شخص تھے ادارے میں کام کرنے والوں کے ساتھ ان کی محبت دیدنی ہوتی تھی۔ ہر ہر فرد کی حوصلہ افزائی، مزاج پرسی اور برابر رہنمائی کی وجہ سے ہر فرد کے دل میں ان کی ایک مخصوص جگہ تھی، یہی وجہ ہے کہ آج ادارہ اپنے آپ کو تنہا محسوس کر رہا ہے۔ ہم حقانی صاحب رحمہ اللہ کی اولاد اور دیگر پسماندگان کو تسلی دینے اور تعزیت کرنے کی بجائے خود ان سے تسلی اور حوصلہ افزائی کے متمنی وخواہاں ہیں کہ ان کے ساتھ ساتھ ہم بھی ایک گرانقدر اور محترم سرپرست سے محروم ہو گئے ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا سید محمد حقانی رحمہ اللہ کی دینی، جہادی اور علمی خدمات اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول ومنظور فرمائے کی لغزشوں سے درگزر فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں بہترین مقام ومرتبہ سے نوازے، جملہ پسماندگان کو صبر جمیل اور ادارے کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ [آمین]

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ مولانا مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے دو رکعت نفل اور کم از کم ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور دیگر آیات پڑھیں اور انہیں اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جزاکم اللہ خیرا

بچھڑا کچھ ادا سے کہ رت ہی بدل گئی ..... اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد4 ربیع الثانی 1437ھ بمطابق فروری 2016ء شمارہ 12

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

مدیر اعلیٰ
ولید افغان

نائب مدیر
شمس ابدالی

مجلس مشاورت
ملا اسد افغان
ہارون بلخی
اکرم تاشفین
محمد فرہاد جانباز
سیف العادل احرار

ڈیزائننگ
مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ: 30 روپے
سالانہ زر تعاون: 350 روپے

سالانہ زر تعاون
امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک .... 40 ڈالر
سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات .... 30 ڈالر
بنگلہ دیش .... 28 ڈالر

عکس درون

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	ماہنامہ شریعت کا کامیاب سفر کے چار سال	2
2	مولوی محمد عالم کلیم حیات اور کارناموں پر نظر	3
3	ماہنامہ شریعت: چو تھا برس، سفر ابھی جاری ہے	6
4	جہادی صف کے اتحاد کی ضرورت و اہمیت	8
5	اسلامی صحافت کی خدمات پر ماہنامہ شریعت	9
6	2015 جہادی کامیابیوں کا سال	11
7	دھوکہ اور پروپیگنڈا شکست خوردہ دشمن کی آخری ہچکیاں	12
8	امت مسلمہ کو در پیش مشکلات سے نکلنے کا راستہ	14
9	یہ آخری جنگ ہوگی!	16
10	2015 کی جہادی سرگرمیوں پر ایک نظر	17
11	مولانا عبید محمد حقانی، سلیم الفطرت اور شریف النفس انسان تھے	20
12	جہاد میں علماء، مجاہدین اور شعراء کا مثالی کردار	22
13	جہاد اور شعر کے درمیان ہم آہنگی	23
14	جہاد یا جرم	25
15	حکومت خزاں کا شکار ہے	26
16	وحشت گرد دہشت گردی کا شکار ہیں	28
17	مجاہدین کی کامیابی کا راز؟	29
18	امارت اسلامیہ کی نئی قیادت کے مدبرانہ اقدامات	31
19	امریکا طالبان مذاکرات: مزید کیا کرنا ہوگا	33
20	مسجد اقصیٰ پر یہودیوں کا قبضہ اور مسلمانوں کی نماز پر پابندی	35
21	اسلامی غیرت اور خلوص کا پیکر، ملاعبدی خیل سو گئے	36
22	امریکا کی کسمپرسی	37
23	افغانستان دسمبر 2015 میں	39
24	جنگی جرائم	43
25	ربیع الاول کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول	44

www.shahamat-urdu.com
shariatmagazine@yahoo.com
www.twitter.com/shariatmagazine
www.facebook.com/shariatmagazine

ماہنامہ شریعت! کامیاب سفر کے چار سال

اداریہ

مدیر اعلی

الحمد للہ! ماہنامہ شریعت چار سال کا ہو گیا۔ آپ کے ہاتھوں کی زینت بننے والا یہ شمارہ ماہنامہ شریعت کا 48 واں شمارہ ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ماہنامہ شریعت کی عمر چار سال کی ہو گئی۔ 2012 میں درد دل رکھنے والے اردو خواں مسلمان بھائیوں کے مطالبہ پر ماہنامہ شریعت کا اجراء کیا گیا۔ ماہ فروری میں پہلا شمارہ منظر عام پر آیا تو یقین نہیں تھا کہ اسے اتنی پذیرائی ملے گی اور قارئین بڑی بے تابی سے اگلے شمارے کا انتظار کرنے لگیں گے کیونکہ ایک تو اس میدان میں ہم نے پہلی بار قدم رکھا تھا، اس سے قبل امارت اسلامیہ کی اگرچہ اردو ویب سائٹ کام کر رہی تھی لیکن پرنٹ میڈیا پر یہ پہلا قدم تھا اس لئے تجربہ نہ ہونے کے برابر تھا، پھر اہل زبان نہ ہونے کی وجہ سے مضامین کی تیاری اور چھان بین بھی ہمارے لئے ایک مسئلہ تھا، چونکہ یہ ایک بین الاقوامی سطح کا پراجیکٹ تھا اس لیے اس کے لیے رجال کار پیدا کرنا اور کام کروانا بھی کم مشکل کام نہ تھا، لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کام کا آغاز کر لیا اور پھر جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے گئے اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہر مشکل اور رکاوٹ ختم ہوتی گئی۔ ماہنامہ شریعت کا پہلا شمارہ 500 کی تعداد میں شائع ہوا، اور پھر اللہ تعالیٰ نے اتنی مقبولیت دی کہ ہر ماہ اس تعداد میں اضافہ ہوتا گیا تا آنکہ آج شمارہ کی تعداد 5000 سے تجاوز کر گئی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

قارئین کرام! یہ بات ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ دور حاضر میں جتنا زور دشمن کے ساتھ میدان جنگ میں لڑائی پر لگایا جاتا ہے اس سے کہیں زیادہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر نہ لگایا جائے تو دشمن پر قابو پانا اور اسے زیر کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اس بات سے جتنا فائدہ دشمن اٹھا رہا ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے، آئے روز مجاہدین کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے، اسلام اور مسلمانوں کی مسخ کردہ تصویریں، تشویش، پریشانی اور بے چینی میں مبتلا کرنے والے جھوٹے واقعات مغربی اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کا حصہ بنتے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جس سے ہماری نوجوان اور خالی الذہن نسل بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ اور جس کے برے اثرات ہم اپنے ارد گرد کے ماحول میں شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔

مغربی میڈیا کے ان برے اثرات کو زائل اور کم کرنے، اپنے نوجوانوں کو گمراہی سے بچانے اور عوام تک صحیح فکر، اصل حقائق اور درست انداز میں مجاہدین کی کارروائیوں سے باخبر رکھنے کے لیے امارت اسلامیہ کی نگرانی میں شائع ہونے والے پانچ مجلے "الصمود [عربی] سرک، شہامت اور مورچل [پشتو] اور حقیقت [فارسی] میں شائع ہو رہے ہیں جبکہ الیکٹرانک میڈیا پر پشتو، فارسی، اردو، عربی اور انگلش میں ویب سائٹس بھی موجود ہیں۔ پشتو، فارسی، عربی اور انگلش سمجھنے والوں کے لئے تو یہ سب کافی تھا لیکن اردو بولنے اور سمجھنے والے عام مسلمان بھائیوں کے لیے اس سے استفادہ میں مشکل پیش آ رہی تھی کیونکہ ہر جگہ اور ہر کسی کے پاس انٹرنیٹ کی سہولت نہیں ہوتی، اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اردو خواں حضرات کے لیے ایک اردو مجلہ کا اجراء کیا جائے اور پھر جب کئی حلقوں کی طرف سے اس کا مطالبہ بھی ہوا تو اس پر کام شروع کر دیا گیا۔ اور الحمد للہ پہلے شمارے سے اس 48 ویں شمارے تک ہم برابر اپنے قارئین کی خدمت میں ہیں، مجاہدین کی جہادی کارروائیوں کی تفصیلات، دشمن کے پروپیگنڈوں کے جوابات، بزدل دشمن کے فرار کی لمحہ بہ لمحہ کی خبریں، دشمن کو پہنچنے والے جانی و مالی نقصانات اور دنیا بھر میں ہونے والی دشمن کی جگ ہنسائی اور افغانستان کی اصل صورتحال و حقائق سے اپنے قارئین کو آگاہ کرتے آ رہے ہیں۔

چار برس کے اس قلیل عرصے میں اتنی ترقی اور منزل کی جانب ماہنامہ شریعت کی مسلسل پیش قدمی اور ثابت قدمی نے یہ ثابت کر دیا کہ امارت اسلامیہ نہ صرف میدان جنگ میں دشمن سے دست و گریباں ہے بلکہ صحافتی میدان میں بھی وہ دشمن کو ناکوں چنے چبوانے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے، وہ دشمن کی جنگی چالوں سے باخبر اور دندان شکن جواب دینے کی قوت سے مالا مال ہے۔ وہ دور حاضر کی ضروریات سے واقف اور جدید چیلنجز کا مقابلہ کر سکتا ہے، وہ اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ دشمن کو کیسے اور کہاں ضرب لگانی ہے۔ اور یہی امارت اسلامیہ افغانستان کی وہ خوبی ہے جس کا اعتراف دشمن بھی بارہا کر چکا ہے۔

قارئین کرام! چونکہ ماہنامہ شریعت کی اجراء سے ہمارا مقصد علمی اور ادبی شہ پارے شائع کرنا نہیں اس لیے کہ اس حوالے سے دنیا بھر میں بہت کام ہو رہا ہے، اردو خواں حضرات اس بارے میں نہ ہمارے مجلے کے محتاج ہیں اور نہ ہی ان کا ہم سے یہ مطالبہ ہے، بلکہ ہمارا مقصد عالمی سطح پر اردو خواں حضرات تک اپنا موقف پہنچانا، انہیں دشمن کی چالبازیوں اور سازشوں سے واقفیت دلانا، مجاہدین کے بارے میں ذہنوں میں موجود شکوک و شبہات کو دور کرنا اور اصل حقائق سے اپنے مسلمان بھائیوں کو آگاہ کرنا ہے اور ہماری ساری توجہ اور تگ و دو اسی پر مرکوز ہے ...... اور اس مقصد میں ہم کس حد تک کامیاب ہیں وہ آپ جانتے ہیں اور مناسب سمجھیں تو اپنے تاثرات ای میل پر ہمارے ساتھ شریک کر سکتے ہیں۔ دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا، ہمارا اور تمام مسلمانوں کا حامی و ناصر رہے۔ والسلام

مولوی محمد عالم کلیم

حیات اور کارناموں پر نظر

ابو عابد

6 جنوری 2016 کو امارت اسلامیہ افغانستان کے ایک عظیم اور تاریخ ساز مجاہد شہادت کے رتبے پر فائز ہوگئے۔ جی ہاں مولوی محمد عالم کلیم وہ مجاہد تھے جو مجاہدین کے درمیان ایک قابل فخر اور مخلص مجاہد تھے۔ انہوں نے کفار اور حق کے دشمنوں کو تگنی کا ناچ نچایا۔ مولوی محمد عالم کون تھے؟ انہوں نے زندگی کیسی گزاری؟ اسلامی نظام کی راہ میں کونسی جہادی خدمات انجام دیں؟ ذیل کی تحریر میں آپ پڑھیں گے۔

شہید مولوی محمد عالم کلیم

مولوی محمد عالم کلیم 1343 ھش سال کو صوبہ زابل ضلع میزان کے ایک گاوں میں ایک گاوں میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام محمد اصغر تھا۔ ان کا تعلق افغانستان کے قبیلے انڈڑے سے تھا۔

مولوی محمد عالم کلیم نے کم عمری ہی میں دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے پاکستان، صوبہ بلوچستان پشین میں حاصل کی۔ بعد ازاں مزید علوم حاصل کرنے کے لیے قبائل گئے۔ وہاں شمالی وزیرستان میرانشاہ میں ممتاز جہادی رہنما مولوی جلال الدین حقانی صاحب کے جاری کردہ مدرسہ منبع العلوم میں داخل ہوئے اور دینی علوم کا آغاز کردیا۔

چونکہ مولوی جلال الدین حقانی صاحب کا مدرسہ تعلیمی خدمت کے علاوہ جہادی فکر کا مدرسہ بھی تھا اس لیے ان کی تربیت جہادی ماحول میں ہوئی۔ بعد ازاں مولوی جلال الدین حقانی کی قیادت میں افغانستان کے جنوب مشرق اور پکتیا میں عملی طور پر جہاد میں شریک ہوگئے۔ اور جہاد کے ابتدائی سفر کا آغاز یہیں سے کیا۔

خوست میں کچھ عرصہ جہاد کے بعد وہ زابل آئے اور اپنے علاقے ضلع میزان میں امیر ملا ظریف کی قیادت میں سرخ لشکر کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔

مولوی محمد عالم کلیم نے جہاد کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ لورالائی، کوئٹہ اور دیگر مختلف علاقوں میں دینی مدارس میں دینی تعلیم حاصل کی۔ کمیونزم کے خاتمے تک ہمیشہ جہاد پر گئے مگر خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کے دور میں اپنی ساری توجہ صرف دینی تعلیم پر مرکوز رکھی۔

انہوں نے اپنی دینی تعلیم کا سلسلہ امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں پایہ تکمیل کو پہنچایا اور پاکستان کے علاقے مردان میں مشہور عالم مولوی حمد اللہ جان داجوی صاحب سے احادیث اور فراغت کی سند حاصل کی۔

مولوی محمد عالم صاحب اس وقت طالبان تحریک میں شامل ہوئے جب تحریک کا قندھار سے نیا نیا آغاز ہوا تھا اور ابھی قندھار شہر پر ان کا قبضہ نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے زابل ضلع داپچوپان میں ایک گروپ کمانڈر مولوی عبدالخالق کی قیادت میں اسلامی تحریک میں جہاد کا آغاز کیا۔ کابل کی فتح کے بعد بھی پروان، کاپیسا اور افغانستان کے شمالی علاقوں میں بہت سی جنگوں میں ایک مخلص اور اطاعت شعار مجاہد کی حیثیت سے حصہ لیا۔

1998 میں جب طالبان کا ایک لشکر درہ سالنگ کا ٹنل عبور کرکے افغانستان کے شمالی علاقے میں داخل ہوا تو اس وقت مولوی محمد عالم جبل السراج کے علاقے میں شوری نظار کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور کئی ماہ ان کی جیل میں رہے۔

مولوی محمد عالم شوری نظار کے جس کمانڈر کی قید میں تھے اس کمانڈر کا بھائی امارت اسلامیہ کی قید میں تھا۔ اس کمانڈر نے مولوی محمد عالم سے کہا کہ اگر تم میرے بھائی کو رہائی دلواوگے تو میں تمہیں آزاد کردوں گا۔ مولوی محمد عالم صاحب ایک ضامن کے ساتھ کابل آئے اور جہادی خط کے کمانڈر سے کہا کہ انہیں مشروط طور پر رہائی ملی ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ فلاں کمانڈر کے بھائی کو رہائی دلائے گا۔ اگر آپ حضرات کی مرضی ہو تو اس کے بھائی کو رہا کردو ورنہ میں واپس دشمن کے پاس جارہا ہوں۔

اس وقت پہلے مرحلے میں کمانڈر کے بھائی کی رہائی پر اتفاق نہ ہو سکا اس لیے مولوی محمد عالم صاحب نے واپس دشمن کے پاس لوٹ جانے کا ارادہ کیا۔ ان کی واپس روانگی کے بعد مجاہدین رہنماؤں نے فیصلہ کیا کہ شوری نظار کے کمانڈر کے بھائی کو رہا کر دیا جائے۔ اس طرح مولوی محمد عالم آدھے راستے سے واپس لوٹ آئے۔ دشمن کے پاس واپس لوٹنے اور دشمن سے وعدہ کی پاسداری کا ان کا یہ ایک بے مثال کارنامہ تھا۔

امریکا کے خلاف جہاد

کابل سے طالبان کی عقب نشینی اور امریکی حاکمیت کے قیام کے بعد مولوی محمد عالم صاحب ان بہادر اور شیر صفت مجاہدین میں سے تھے جنہوں نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ زابل میں جہاد کا آغاز کر دیا۔ زابل کے ضلع شاجوئی میں ان کا شمار صف اول کے اول ترین مجاہدین میں ہوتا تھا۔

ان کے ایک قریبی ساتھی مولوی محمد انور کا کہنا ہے کہ وہ وقت انتہائی غربت اور تنگدستی کا دور تھا۔ مولوی صاحب اور دیگر مجاہدین کے گھروں کی حکومت نے تلاشی لی تھی اور سارا اسلحہ لے کر چلے گئے۔ یہاں تک کہ ایک عدد گن کا ملنا مشکل تھا۔ مولوی محمد عالم نے مجھے ایک طالبان حکومت کے ایک کمانڈر کے پاس بھیجا کہ ان سے کہہ دیں کہ ایک کلاشنکوف کا انتظام کہیں سے کر دیں۔ میں اس کے پاس گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ مولوی عالم سے کہو پوری امارت ختم ہو چکی ہے اب ایک کلاشنکوف یہ دوبارہ قائم نہیں ہوگی۔ میں نے آکر مولوی محمد عالم سے ایسا ہی کہا۔ مولوی صاحب نے قسم کھا کر کہا کہ اگر تمام کے تمام مجاہدین بھی ہتھیار ڈال دیں پھر بھی آرام سے نہیں بیٹھوں گا اور ایک کلاشنکوف بھی نہ ملے تو خالی ہاتھ بھی جہاد جاری رکھوں گا۔

مولوی عبدالحلیم منصور جو اس وقت گروپ کمانڈر تھے کہتے ہیں ان کے ساتھیوں میں پہلے پہل ہم تین آدمی یعنی مولوی محمد عالم، اسد اللہ جمشید شہید اور میں تھا جنہوں نے خفیہ طور پر جہادی کاموں کا آغاز کیا۔ شروع میں صرف ضلع شاجوئی میں کارروائی شروع کی بعد میں دایچوپان، خاکران اور ارغنداب تک ہم نے کارروائیوں کا آغاز کیا۔ انہوں نے بتایا ہم نے 54 عدد گنیں تقسیم کیں اور نوجوانوں کو جہاد کے لیے تیار کیا۔ بعد میں اس پورے گروپ کا کمانڈر مولوی محمد عالم کو متعین کیا گیا جنہوں نے تشکیلات مزید وسیع کر دیں۔

عبدالحلیم منصور ان ابتدائی سخت ترین دنوں کی تصویر کشی ان الفاظ میں کرتے ہیں: "وہ انتہائی شدید حالات تھے۔ کوئی خوف سے مجاہدین کو شب بسری کے لیے ٹھکانہ فراہم کرنے کو تیار نہیں تھا۔ ہم شہر میں آکر تندور سے بہت سی روٹیاں لے کر جاتے اور کئی کئی دن پہاڑوں میں اسی سے گذارہ کرتے۔ گرمی اور سردی کی بہت سی راتیں ہم نے پہاڑوں میں کھلے آسمان تلے بسر کیں۔ یہاں تک کہ شدید سردی کے دنوں میں ریگستانوں میں قبر کی طرح گڑھے کھود اس میں لیٹ جاتے اور اوپر اپنے اوپر ریت ڈال دیتے۔ شدید سردی سے ہمارے چہرے ایسے سیاہ پڑ گئے تھے کہ قریبی جان پہچان والے لوگ پہچان نہ پاتے تھے۔ سردی اور بھوک سے بہت سے ساتھی بے سدھ ہو کر بے ہوش جاتے۔

ایسے ہی آزمائشی حالات سے گذر کر مولوی محمد عالم صاحب نے جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ مگر تمام مجاہدین کی طرح ان کے ساتھ بھی اللہ کی مدد شامل حال تھی۔ ان کے ساتھیوں کی تعداد میں بہت جلد اضافہ ہو گیا۔ اللہ تعالی نے انہیں غنیمتیں عطا کیں۔ ان کا حلقہ کار وسیع ہوا۔ زابل کے مختلف اضلاع کے علاوہ غزنی اور قندہار میں بھی جہادی خدمات کا آغاز کر دیا۔ یہاں تک کہ حالیہ سالوں میں ان کے اپنے گروپ مجاہدین کی تعداد ایک ہزار مسلح مجاہدین تک پہنچ گئی۔

جہاد کے ابتدائی سالوں میں مولوی محمد عالم کا مشہور کارنامہ اس اطالوی افسر کا قتل تھا جو چاہتا تھا کہ قندہار سے کابل تک موٹر سائیکل پر سفر کرے۔ بازرگان کے علاقے میں مولوی صاحب کی قیادت میں مجاہدین نے اس پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا۔ اس حملے سے میڈیا پر ایک بار پھر مجاہدین کی موجودگی کی خبریں گرم ہو گئیں

> وہ جس طرح بیرونی کافروں کے شدید دشمن تھے۔ انہوں نے داخلی کٹھ پتلیوں اور جاسوسوں کے خلاف موقف اپنایا۔ ملا احمد اللہ وثیق کہتے ہیں کہ مولوی صاحب اس آیت سے زیادہ استدلال کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صفت یہ تھی کہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اسی وجہ سے وہ کفار اور ان کے ساتھیوں کے خلاف بہت جرات سے کام لیتے۔ ان کی اسی تیز ترین کارروائی کی بدولت زابل میں دشمن کے ساتھیوں خصوصا جاسوسوں کا خاتمہ ہو گیا اور جو موجود تھے وہ فرار ہونے پر مجبور ہو گئے۔

اس کے بعد ان کی قیادت میں ارغنداب کے پولیس سربراہ عبدالاحد کو مجاہدین نے سیاگزبند کے علاقے میں ایک گھات حملے میں ہلاک کردیا۔ اس کے بعد تازی کے علاقے میں عمومی شاہراہ پر دشمن سے پورے دن تک لڑائی جاری رہی اس طرح اعلانیہ طریقے سے جہادی کارروائیوں کا آغاز ہوگیا۔

اعلانیہ جہاد کے بعد ابتدائی سالوں میں وہ کارروائیاں جن میں مولوی صاحب اپنے ساتھیوں سمیت شریک تھے وہ حسب ذیل تھیں۔

ارغنداب، باغ میں چیک پوسٹ کا مکمل خاتمہ، ضلع خاکران کے مرکز کی فتح، ضلع ارغنداب میں چیک پوسٹیں اور میونسپل کارپوریشن کے مرکز پر قبضہ، امریکی فوجیوں کے ساتھ ارغنداب میں شدید لڑائی جس میں پہلی بار امریکا کے دس فوجی ہلاک اور چار ٹینک تباہ ہوگئے۔ غزنی سے آنے والی فوجی کانوائے کو پسپا کرنا، جس میں جاوید نامی ایک کمانڈر کو گاڑی میں بیٹھے بیٹھے مولوی محمد عالم نے راکٹ سے اڑادیا۔

مذکورہ کارروائیوں کے علاوہ مولوی محمد عالم نے اور بھی جہادی کارروائیاں سرانجام دیں، یہاں سب کا تذکرہ ناممکن ہے۔ مگر مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ زابل کی حد تک وہ ایک عظیم اور فعال مجاہد تھے۔ ان کا اکثر وقت محاذوں پر گذرتا تھا۔ گذشتہ 14 سالوں میں ان کے ایک ہزار مجاہدین کے گروپ میں سے 203 شدید لڑائیوں میں شہید ہوگئے۔ مولوی محمد عالم صاحب امریکا کے خلاف جہاد میں 3 بار زخمی ہوگئے۔ انہوں نے زابل، ارغنداب، شہرصفا، شملزو، نوبہار، شینکی، میزان اور دائی چوپان کے اضلاع میں عسکری ذمہ داریاں سرانجام دیں۔ اسی طرح زابل کے صوبائی کمیشن کے رکن اور کچھ عرصہ اس کے سربراہ بھی رہے۔

مولوی محمد عالم کلیم کی شخصیت کے حوالے سے

مولوی محمد عالم کلیم ایک سچے فداکار اور سرفروش مجاہد تھے۔ وہ ایک قابل عالم اور مدرس تھے۔ انہوں نے اپنے گھر کے قریب دو مدارس قائم کیے ایک طلبہ اور دوسرا طالبات کے لیے۔ جس میں سینکڑوں بچے اور بڑے پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی اصل مصروفیت اللہ کی راہ میں مسلح جہاد تھا۔

وہ جس طرح بیرونی کافروں کے شدید دشمن تھے۔ انہوں نے داخلی کٹھ پتلیوں اور جاسوسوں کے خلاف موقف اپنایا۔ ملا احمد اللہ وثیق کہتے ہیں کہ مولوی صاحب اس آیت سے زیادہ استدلال کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صفت یہ تھی کہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اسی وجہ سے وہ کفار اور ان کے ساتھیوں کے خلاف بہت جرات سے کام لیتے۔ ان کی اسی تیزترین کارروائی کی بدولت زابل میں دشمن کے ساتھیوں خصوصا جاسوسوں کا خاتمہ ہوگیا اور جو موجود تھے وہ فرار ہونے پر مجبور ہوگئے۔

مولوی صاحب کے ایک قریبی ساتھی یحیی کہتے ہیں کہ مولوی صاحب ہر وقت قرآن کریم کی تلاوت کرتے۔ دس منٹ کا وقت ملتا بھی تو قرآن کریم اٹھا کر تلاوت شروع کردیتے۔ جنید نام کے ایک مجاہد کہتے ہیں کہ کثرت تلاوت کے باعث بہت مرتبہ سوتے میں بھی قرآن کریم کی آیت کی تلاوت کرتے۔ تلاوت کے علاوہ تہجد کی نماز کا بھی ان کا معمول تھا۔ شدید سے شدید حالات میں بھی اسے قضا نہیں کرتے تھے۔

فاروق نام کے ایک مجاہد کہتے ہیں کہ زخمی ہونے کے دوران مولوی صاحب ہمارے ساتھ موٹر سائیکل پر گشت کرتے، ایک رات موسم بہار کے ابتدائی ایام کی بارش تھی اور شدید سردی تھی۔ شاجوئی کے علاقے کرتو میں میرے اور مولوی صاحب کی رات پہاڑوں میں تھی۔ آدھی رات میں نے کھٹکنے اور برتنوں کی آوازیں سنیں۔ گھبرا کر میں اٹھا کہ کہیں امریکی تو نہیں آئے۔ مگر جب دیکھا کہ مولوی صاحب زخمی بھی تھے بارش اور شدید سردی میں اٹھے تھے اور ٹھنڈے پانی سے وضو بنا کر نماز ادا کررہے تھے۔

ان کے ساتھیوں کے بقول مولوی صاحب کی ایک اور صفت یہ تھی کہ جماعت کی نماز قضا ادا نہیں کرتے تھے۔ حتی کہ دو افراد بھی ہوتے تب بھی نماز باجماعت ادا کرتے۔ وہ ساتھیوں سے کہتے کہ موٹر سائیکل پر بیٹھتے وقت ایک طالب اور ناخواندہ مجاہد بیٹھا کرو اور جماعت کی نماز مل کر ادا کیا کرو جہاں بھی نماز کا وقت ہوجایا کرے۔

شہادت:

مولوی محمد عالم کلیم رحمہ اللہ جنہیں اللہ تعالی نے بار بار دشمن کے چھاپوں اور حملوں میں نجات دی بالآخر کٹھ پتلی دشمن کے ایک بزدلانہ حملے میں رواں 2016 کے 6 جنوری کو شہادت کے اعلی رتبے پر فائز ہوگئے۔

ان کی نماز جنازہ میں امارت اسلامیہ کے رہنماؤں اور ہزاروں مجاہدین اور عام مسلمانوں نے شرکت کی۔

ان کی روح شاد اور یادیں تازہ رہیں۔

رحمہ اللہ تعالی

ماہنامہ شریعت: جو تھا برس،

سفر ابھی جاری ہے۔

الفاظ بعض اوقات تلوار کی دھار کا کام کر جاتے ہیں اور کبھی یہ نشتر بن کر دل کے اندر اتر جاتے ہیں۔ لفظ کہنے کو تو ایک آہ ہے یا ایک واہ، سانس کو حنجرے کے تاروں پر چڑھا کر جو زبان منہ میں تڑپتی، اٹھکتی اور حرکتیں کرتی ہے اسی سے الفاظ بنتے ہیں۔ مگر لفظوں میں اتنی جان ہوتی ہے کہ یہ بڑے بڑے طاقتور بادشاہوں کو زیر کر لیتے ہیں۔ جدید دور کے میڈیا انقلاب نے ان کی حیثیت اور قوت میں اور بھی اضافہ کر لیا ہے۔ آج کے دور میں آدھی جنگ تو بیٹھے بیٹھے الفاظ سے لڑی جاتی ہے۔ ماہنامہ شریعت بھی آج کے تیز رفتار اور طاقتور میڈیا دور میں اردو زبان میں امارت اسلامیہ افغانستان کا پیغام، موقف اور نظریہ دنیا تک پہنچانے کا ایک محدود مگر موثر ذریعہ ہے۔

میرے ساتھی ماہنامہ شریعت کے چوتھے سالانہ خصوصی اشاعت کی تیاری کر رہے ہیں، چار سال کس تیزی سے کٹے اور میگزین نے کونسے معرکے سر کیے اس کا پتہ تو اللہ تعالی کو ہے اور انتظامیہ کو۔ امارت اسلامیہ کے کن کن رہنماؤں نے میگزین کو اپنی توجہات سے نوازا۔ امارت اسلامیہ کا پیغام اردو جاننے اور پڑھنے والے ہر شخص تک پہنچانے کے لیے میگزین کی انتظامیہ اور فرہنگی کمیشن مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ایک میگزین ایڈیٹر ہی جان سکتا ہے کہ امارت اسلامیہ کو اس وقت دنیا بھر میں جن مشکلات کا سامنا ہے ایسے حالات میں میگزین کے اخراجات پورے کرنا اور عملے کو کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور ماہانہ وظائف سمیت دیگر اخراجات مہیا کر دینا کتنا مشکل کام ہے۔ یہ محض اللہ کا فضل اور اس کی نصرت ہے کہ میڈیائی جہاد کا یہ شعبہ الحمدللہ پوری طرح فعال ہے۔

آج رہ رہ کر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ یاد آ رہے ہیں۔ ایسے عظیم رہنما کا اس قدر عظیم تحریک کو چھوڑ کر سوئے حقیقی سفر کر جانا اس تحریک کے لیے جتنا بڑا خسارہ ہے یہ تو تحریک کے وابستگان ہی جانتے ہیں۔ ان کے اخلاص، تقوی، للّٰہیت، زہد اور اطاعت الٰہی اور سیاسی تدبر و تدبیر سے تحریک کو جو مقام دنیا میں آج ملا ہے یہ بہت کم تحریکوں کے حصے میں آیا ہے۔ دنیا بھر کی مظلوم اقوام کی جہادی تحریکوں کو دیکھیے کہیں نہ کہیں ضرور جا کر بے جا شدت پسندی یا عدم سیاسی بصیرت کے باعث ایسی گھاٹیوں میں جا کر پھنسیں کہ ان کے ہمدرد ہی ان سے بددل ہو کر چلے گئے۔ آج پوری دنیا میں امارت اسلامیہ ہی ایک ایسی عظیم ترین تحریک ہے جو شریعت اسلامیہ کے اصولوں کی روشنی میں اپنی آئندہ پالیسیاں پورے احتیاط اور تدبر سے طے کرتی ہے۔ منافقانہ سیاست سے گریز اور سچی بات حق طریقے سے کرنا اس کا طرہ امتیاز ہے۔ حالات کہاں سے کہاں جا پہنچے مگر امارت کا موقف آج بھی غیر جانبدارانہ دنیا تسلیم کرتی ہے کہ حق پر مبنی ہے۔ یہ سب انہیں امیر المومنین رحمہ اللہ کی ذات بابرکت کا کمال تھا۔ ان کی وفات پر امارت اسلامیہ کے لیے جتنی مشکلات کھڑی ہو گئیں اتنی کسی اور تحریک کے لیے ہوتیں تو شاید وہ حوصلہ ہار جاتی مگر اللہ تعالی کی نصرت اور اس کا فضل تھا کہ یہ مشکل بخیر و خوبی تمام ہوئی۔ اس موقع پر میڈیا نے اپنے روایتی پروپیگنڈے، جھوٹ اور منافقت کا پورا پورا اظہار کیا۔ امیر المومنین ملا اختر محمد منصور صاحب حفظہ اللہ کی جانشینی سے لے کر، اختلاف کرنے والے چند لوگوں بلکہ خود امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات کو متنازع مسئلہ بنانے کے لیے ایک ایک دن میں کئی افواہیں گھڑی گئیں۔ امیر المومنین رحمہ اللہ کے خاندان کے افراد سے طرح طرح کی کہانیاں منسوب کی گئیں۔ ایک ہفتے تک دنیا بھر کا میڈیا جو کچھ کہتا اور لکھتا رہا آج یاد آتا ہے تو خوف سے لرز سا جاتا ہوں کہ ایسے خطرناک حالات میں بھی الحمدللہ ہمارے محدود سے میڈیا ادارے نے اتنا بڑا کام کیسے کر دکھایا۔ پل پل بدلتے پروپیگنڈوں کی تردید، چبھتے سوالات کے جوابات، موصول ہونے والی بیعتوں کی بالترتیب اشاعت یہ سارے ہی کٹھن کام ان دنوں ماہنامہ شریعت اور الامارہ ویب سائٹ نے سر انجام دیے امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات کے علاوہ جو ایک بڑا سانحہ امارت اسلامیہ افغانستان کو خصوصاً اور اس کی میڈیا ونگ کو خصوصاً پیش آیا وہ جناب سید محمد حقانی صاحب کی وفات

کا سانحہ ہے۔ سید محمد حقانی صاحب رحمہ اللہ انتہائی فعال، چاق و چوبند اور حاضر دماغ شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے 2001 کے انقلاب سے قبل امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ وہ قندہار میں طالبان تحریک طالبان کے آغاز میں ہی اس کا حصہ بن گئے تھے بعد میں وہ قندہار میں محکمہ اطلاعات اور ثقافت کے سربراہ بعد ازاں وزارت خارجہ کے سیکرٹری اور اس کے بعد پاکستان میں افغانستان کے سفیر رہے۔ انہوں نے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ مگر 2001 کے بعد انہوں نے اطلاعات و ثقافت کمیشن میں جنرل سیکرٹری کے عہدے پر کام کیا اور اپنی بھرپور محنت سے میڈیا ونگ کو ایک فعال ادارہ بنادیا۔ آج یہ کمیشن ایک بھرپور ادارہ ہے جو اپنے محدود ترین وسائل سے عالمی میڈیا کے جھوٹے پروپیگنڈے کے خلاف کامیاب مزاحمت کررہا ہے۔ ہمیں یاد ہے گذشتہ سال ان دنوں جب ماہنامہ شریعت کے خصوصی شمارے کے لیے ان کے تاثرات لینے کے لیے ان سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کتنی شفقت اور محبت سے نوازا تھا آج رہ رہ کر ان کی محبت یاد آرہی ہے۔ یوں بھی ماہنامہ شریعت کے ساتھ ان کی خصوصی محبت اور اس کی اشاعت میں خصوصی دلچسپی قابل دید تھی۔ وہ سیاسی اور سفارتی محاذ کے فعال مجاہد رہ چکے تھے اس لیے میڈیا کے پروپیگنڈے سے اچھی طرح واقف تھے اور اسی کے لیے ہر وقت مجاہدین ساتھیوں کو تیار کرتے رہتے۔ انہوں نے بہت سے معمولی لکھاریوں کو صاحب فکر قلم کار بنادیا۔ ماہنامہ شریعت کے ہر شمارے کا اول مرحلے سے آخر تک جائزہ لیتے رہتے۔ ہر بار ٹائٹل ڈیزائننگ سمیت اندرونی لے آوٹ تک سب پر نظر رکھتے اور مشفقانہ لہجے میں مفید مشوروں سے نوازتے۔

جناب حقانی صاحب کو اللہ تعالی نے اخلاق کی عظیم دولت سے نوازا تھا۔ ان سے پہلی بار ملنے والے کو یہ احساس ہی نہ ہوتا کہ یہ ان کی پہلی ملاقات تھی۔ ان کی وفات امارت اسلامیہ کے لیے عموما اور میڈیا ونگ کے لیے بلاشبہ عظیم نقصان ہے۔ جس کا ازالہ شاید ہی کبھی ہوسکے۔ ان کی وفات پر اچھے اچھے باحوصلہ رہنماوں کو آنسو بہاتے دیکھا گیا۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے انتہائی عزیز شہداء ساتھیوں کے جنازوں کو کندھا دیا مگر ان کا اندرونی حوصلہ پورے قدوقامت سے کھڑا رہا آج ان کی تدفین پر ان کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے وجہ اس کی واضح ہے کہ تاریخ کے اس اہم ترین موڑ پر جب امارت اسلامیہ عسکری فتح سے سرفراز ہورہی ہے اور سیاسی محاذ پر امارت اسلامیہ کا موقف دنیا بھر کو اپنی حقانیت کا یقین دلا رہا ہے۔ ساری دنیا آج ایک بار پھر سر جوڑ کر بیٹھ گئی ہے اور امارت اسلامیہ کے موقف کو از سر نو سمجھنے کی کوشش کررہی ہے ایسے اہم ترین دور میں حقانی صاحب جیسی اہم ترین شخصیت کا ہمیں چھوڑ کر چلے جانا خود ہمارے لیے خصوصا اور دنیا بھر کے لیے عموما انتہائی خسارے کی بات ہے۔ رجال کار اللہ تعالی پیدا فرماتے رہیں گے اور ان شاء اللہ امارت اسلامیہ کو اللہ تعالی ان کا بہترین نعم البدل عطا فرمائیں گے مگر انسان کمزور ہے اس لیے حقانی صاحب کی جدائی کا عظیم صدمہ اور نقصان فی الحال ناقابل برداشت ہے۔

ماہنامہ شریعت آج اپنی اشاعت کے چار سال پورے کررہے ہیں۔ الحمد للہ ماہنامہ شریعت نے اپنے چار سالہ دور میں صلیبی پروپیگنڈے کا پوری کامیابی سے مقابلہ کیا ہے۔ ماہنامہ شریعت کی اشاعت سے اردو پڑھنے والے مسلمانوں کو امارت اسلامیہ کا موقف سمجھنے میں آسانی ہوئی ہے۔ جس کا ثبوت ماہنامہ شریعت کے مضامین اور رپورٹوں کا دنیا بھر کے اخبارات میں شائع ہونا ہے۔ آن لائن ویب سائٹس ہوں یا پرنٹ میگزین اور اخبارات بہت سے ادارے ہیں جو ماہنامہ شریعت کے مضامین باحوالہ یا بے حوالہ نشر کررہے ہیں۔ مگر شریعت میگزین ہر فرد کو اجازت دیتی ہے کہ وہ بلاکاٹ پیٹ کے شریعت کے مضامین زیادہ سے زیادہ اشاعت کی نیت سے شائع کریں۔ اس کے علاوہ بہت سے بڑے بڑے تجزیہ کاروں اور صحافیوں نے مختلف مواقع پر ماہنامہ شریعت کے مضامین کا حوالہ دیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ماہنامہ شریعت اپنے مقاصد میں کامیاب جارہا ہے۔

اس کے علاوہ ماہنامہ شریعت کے قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ذرائع ابلاغ کے اس اہم ترین دور میں امارت اسلامیہ اپنے محدود وسائل کے ساتھ ہی سہی مگر میدان عمل میں مزاحم ہے۔ امارت اسلامیہ کا پیغام عام مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ عام کرنے کے لیے ہماری نشریات کو زیادہ سے زیادہ پھیلایئے۔ امارت اسلامیہ کے واحد اردو ترجمان میگزین شریعت کو تمام مسلمانوں میں عام کریں اس سے ایک جانب تو دنیا میں اسلام اور امارت اسلامیہ کا صحیح پیغام پہنچے گا اور دوسری طرف مسلمانوں کو درپیش بہت سے سوالات کے صحیح جوابات مل جائیں گے۔ آج کے تہذیبی جنگ میں امت مسلمہ کو طالبان کا نام لے کر جن چیزوں سے ڈرایا جاتا ہے اور لوگوں کو افغانستان میں اسلامی نظام کے قیام سے خوف زدہ کیا جاتا ہے عوام کے دلوں سے اس کا خوف ٹوٹ جائے گا۔ اسلامی نظام کی حقانیت اور حقیقت پوری دنیا کے سامنے واضح ہوجائے گی۔

جہادی صف کے اتحاد کی ضرورت و اہمیت

شاہد غزنیوال

جہاد اللہ کی جانب سے مامور بہ احکام میں سے ایک فرض ہے۔ جہاد اسلامی احکام کی تنفیذ اور دفاع کا اہم ذریعہ ہونے کے ساتھ شریعت کا بڑا رکن ہے۔ جہادی صف کا اتحاد معاشرتی اور اجتماعی ضرورت اور اسلام کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالی نے قرآن کریم کی متعدد آیات میں اسلامی صف کی وحدت کی تاکید کی ہے۔ یہاں تک کہ قرآن کریم میں ایک سورۃ کا نام ہے 'الصف' ہے۔ اس سورۃ میں خاص طور سے جہادی صف کی وحدت پر زور دیا گیا ہے۔ 'إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ' (۴)

جہاد میں امیر کی اطاعت اور صف کا اتحاد ان بنیادی احکامات میں سے ہے کہ فقہاء نے متواتر طریقے سے جہاد کے لیے امیر کی موجودگی اور اس کی اطاعت کو حتمی قرار دیا ہے۔ یہ شرعی ضرورت آج کی اسلامی دنیا کے حالات میں ہم بہتر طریقے سے محسوس کر سکتے ہیں۔ آج اسلامی دنیا کے بہت سے ممالک عملی طور پر جارح قوتوں کے جبر کا شکار ہیں۔ وہاں کے مقامی لوگوں نے ایک شرعی فریضے کے طور پر اس کے مقابلے میں جہاد کا آغاز کر دیا ہے۔ جن ممالک میں جارحیت پسندوں کے خلاف دفاعی مزاحمت ایک حد تک متحد قیادت اور ایک کمان میں ہوتی ہے، عملاً وہاں اس کے اچھے نتائج بھی نظر آتے ہیں۔ یہ اتحاد دشمن کے جارحانہ عزائم کو پسپائی پر مجبور کر دیتا ہے۔ ان ممالک میں سے ایک افغانستان بھی ہے، جو گزشتہ ۱۵ سال سے جارح قوتوں کی جارحیت کا شکار ہے۔ باوجود اس کے امریکا نے مغربی دنیا کے 48 ممالک کو ساتھ ملا کر افغانستان پر جارحیت کی اور اس کی کامیابی اور جواز کے لیے اپنے سارے وسائل اور عسکری قوت جھونک دی۔ مگر یہاں مزاحم قوتوں کے اتحاد اور ایک امیر کی برکت سے امریکا اپنی تمام تر کوششوں اور عسکری پروپیگنڈے کے باوجود ناکام ہو گیا۔ جارحیت پسندوں کی ناکامی اور شرمندگی کے علاوہ جو علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں، وہاں امن وامان کی صورت حال کنٹرول کی جا رہی ہے اور بدنظمی یا بدامنی کا راستہ روک لیا گیا ہے۔ مگر اس کے برعکس جن ممالک میں، جیسے عراق، صومالیہ وغیرہ میں جارحیت پسندوں کے مقابلے میں مزاحمت کاروں کی صف متعدد قیادتوں اور رہنماؤں کی جانب سے چلائی جا رہی ہے، وہاں نہ صرف اس مزاحمت کی کامیابی کے امکانات کم ہیں، بلکہ وہاں متعدد قیادتوں کی بدنظمی کی وجہ سے جہادی صف آپس کے اختلافات اور مجاہدین شدید مشکلات کا شکار ہیں۔

افغانوں نے روسی جارحیت کے خلاف جہاد میں متعدد قیادتوں کا تلخ تجربہ اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ ڈیڑھ ملین شہداء کا خون بھی رائیگاں گیا اور سوویت یونین سے آزاد شدہ ملک دوبارہ امریکی جارحیت کا شکار ہو گیا۔ ابھی جب متحدہ جہادی قیادت میں افغانستان ایک بار پھر امریکی جارحیت پسندوں سے آزادی اور استقلال کی دہلیز پر کھڑا ہے، شکست خوردہ امریکی اور ان کے اتحادی کوشش کر رہے ہیں کہ مزاحمتی تحریک کو منتشر کرنے کے لیے مختلف طریقوں کا استعمال کریں۔ جب امریکا نے 2015 میں مجاہدین کے مقابلے میں شکست قبول کر لی اور افغانستان سے اپنی فوجوں کی پسپائی کا اعلان کیا، تب ہی سے مجاہدین کے ساتھ آمنے سامنے جنگ لڑنے کے بجائے غیر روایتی طریقے سے لڑنے کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اب امریکا چاہتا ہے جہادی صف کو منتشر کر کے اس کی قوت کو ختم کر دے اور اس طرح اپنی شکست کا بدلہ لے۔ مگر پھر بھی جہادی مزاحمت کی قیادت ایک ہے اور دشمن کو بھگانے میں ایک طریقہ کار اسٹریٹیجی کا استعمال کر رہی ہے۔ اس لیے ہم دیکھ رہے ہیں کہ دشمن کی یہ ساری سازشیں بھی ناکام ہو رہی ہیں اور مجاہدین عسکری محاذ کی طرح سازشی میدان میں بھی انہیں پسپا کر رہے ہیں۔ مجاہدین نے اپنے اتحاد اور ہم آہنگی کی برکت سے دشمن کے تمام تر منصوبے خاک میں ملا دیے ہیں۔

جہادی صف کو متحد رکھنے کے حوالے سے اللہ تعالی نے سورۃ آل عمران، سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ میں متعدد آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ مسلمانوں کو آپس میں اتحاد کی سخت تاکید کی ہے۔ مذکورہ سورتوں میں بار بار مسلمانوں کو تفرقہ، اختلاف اور آپس کی جنگوں سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالی نے سورۃ الانفال آیت 46 میں مسلمانوں کو آپس کے اختلافات سے اس طرح منع فرمایا ہے: وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (۴۶)

اگر ہم چاہتے ہیں ہماری آزادی و حریت کے حصول کی آرزوئیں پوری ہوں، اس راہ میں دی ہوئی قربانیاں رائیگاں نہ جائیں تو ہمیں اللہ تعالی کے ان ارشادات کے مطابق ہر طرح کے تفرقے اور اختلاف سے خود کو دور رکھنا ہوگا۔

اسلامی صحافت کی نشأۃ ثانیہ ماہنامہ شریعت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حیوانی قالب میں تو پیدا کیا ہے، مگر ساتھ ہی اسے عقل و فہم اور فکر و شعور کی وہ صلاحیتیں بھی عطا فرمائی ہیں، جو اسے تمام حیوانات سے ممتاز کرتی ہیں۔ عقل و شعور کی یہ صلاحیت ہی انسان کا وہ اصل شرف ہے، جو اسے ایک کمزور جسم کے باوجود کرۂ ارض کا حاکم بنا دیتا ہے۔ انسان ازل سے حالات سے باخبر رہنے کا خواہش مند رہا ہے۔ اس کی یہ خواہش مختلف ادوار میں مختلف طریقوں سے پوری ہوتی رہی ہے۔ جب قدیم زمانے میں کاغذ نہیں تھا تو پھر بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ بات پہنچائی جا سکتی تھی۔ اس کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے تھے۔ مثلاً پتھروں اور ہڈیوں پر لکھنے سے لے کر معاملہ درختوں کی چھال اور چمڑے پر لکھنے کی طرف بڑھا۔ زمانے نے ترقی کی تو کاغذ اور پریس وجود میں آیا۔ جس کے بعد صحافت نے بے مثال ترقی کی۔

"صحافت" عربی زبان کا لفظ ہے۔ صاحب معجم الوسیط صفحہ 508 پر صحافت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ ایک ایسا پیشہ ہے، جس میں خبروں اور آراء کو جمع کر کے اخبار یا رسائل میں نشر کیا جاتا ہے۔" اس پیشے کے ساتھ منسلک شخص کو صحافی کہا جاتا ہے۔ صحافت کے لیے انگریزی زبان میں جرنلزم (Journalism) کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور یہ لفظ جرنل (Journal) سے ماخوذ ہے۔ معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے اصلاح و تجدید کی جو کوششیں ہو رہی ہیں، ان کا تقاضا ہے کہ معاشرے کے ہر شعبے کے بارے میں اسلامی تعلیمات کو مرتب شکل میں پیش کرنے کی فکر کی جائے۔ صحافت اور ذرائع ابلاغ بھی جدید معاشرے کا نہ صرف اہم شعبہ ہیں، بلکہ یہ دوسرے تمام شعبوں پر اثر انداز ہو کر ان کی صورت گری کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے اس شعبے کا اسلامی بنیادوں پر استوار ہونا نہایت ضروری ہے۔ اسلام گوشہ نشینوں اور تارک الدنیا افراد کا دین نہیں ہے، اس کے ماننے والے معاشرے کے فعال رکن بن کر جیتے ہیں۔

دنیا کو معلوم ہے افغانستان ایک اسلامی ملک ہے۔ یہاں نصاب تعلیم کو اسلامی ہدایات سے پاک کرنے کی ناپاک کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اسلامی تاریخ و تہذیب کو شجر ممنوعہ بنایا جا رہا ہے۔ اسلامی اقدار و روایات کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ جہاد کو دہشت گردی کا نام دیا جا رہا ہے۔ دینی حمیت کا گلا گھونٹا جا رہا ہے۔ حق کو چھپایا اور باطل کو پھیلایا جا رہا ہے۔ نام نہاد آزاد میڈیا اپنی فن کاریاں دکھا رہا ہے۔ اہل قلم، حرف و بیاں کی مینا کاریاں کر رہے ہیں۔ حکمران اپنے اقتدار کے تسلسل کے لیے طاغوت کی ہم نوائی کر رہے ہیں۔ صحافت ایک امانت ہے۔ اس کے لیے خدا ترسی، تربیت و اہلیت اور فنی قابلیت شرط اول ہے۔ دوسری طرف بدقسمتی سے بہت سے ایسے لوگوں نے صحافت کا پیشہ اختیار کر لیا ہے، جن میں دینی اور اخلاقی اہلیت نہیں ہے۔ وہ اصول اور کردار کے لحاظ سے قطعاً غیر ذمہ دار اور مغربی یلغار کی حمایت اور لادینی افکار کو نمایاں کرنے میں سرگرم ہیں۔ مغربی افکار اور ان سے متاثر ہونے والے اذہان صحافت کا مقصد یوں بیان کرتے ہیں: "صحافت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ ان کی ذہنی صلاحیتوں کو ابھارا جائے۔ انہیں مستقبل کے بارے میں رہنمائی فراہم کی جائے۔" اس تعریف میں عملی نمونہ کہیں نظر نہیں آتا۔ کیوں کہ مغرب نے انفرادی طور پر اسلام کے خلاف ایک خاص جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ اگر وہ چاہے کہ تو کسی شخص یا معاشرے پر اپنی مرضی کا کوئی بھی لیبل لگا سکتے ہیں۔ ظالم کو مظلوم اور مظلوم اور ظالم قرار دے سکتے ہیں۔

امریکی جارحیت کے خلاف جاری حالیہ جہاد میں عسکریت کے بعد سب سے قابل توجہ شعبہ ابلاغی جنگ کا ہے۔ موجودہ دور میں جتنی لڑائی فوجی میدان میں لڑی جاتی ہے، اس سے بڑھ کر میڈیا کے میدان میں بھی لڑی جاتی ہے۔ میڈیا کے حوالے سے موجودہ حالات میں جتنا کچھ ممکن ہے، امارت اسلامیہ افغانستان نے میدان جنگ کو گرم رکھتے ہوئے صحافتی میدان میں بھی موجودگی برقرار رکھی ہے۔ اس سلسلے میں

پانچ زبانوں پر مشتمل ویب سائٹس لانچ کیے اور ساتھ ہی پشتو، فارسی اور عربی زبانوں میں پانچ میگزین مورچل، شہامت، سرک، الصمود اور حقیقت کا اجراء کیا۔ البتہ اردو خواں حضرات کی جہادی معلومات کی پیاس بجھانے کے لیے صرف اردو ویب سائٹ تھی۔ اس خلا کو پر کرنے کے لیے امارت اسلامیہ کے ثقافتی کمیشن نے برصغیر پاک و ہند میں مقیم مسلمان بھائیوں کے لیے اردو ماہنامہ "شریعت" کا اجراء کیا۔ آج سے تقریبا چار سال قبل فروری 2012ء کو پہلا شمارہ شائع کیا۔ آج آپ کے ہاتھوں میں 48واں شمارہ ہے۔ جب ماہنامہ شریعت کا اجراء کیا جارہا تھا، تب وسائل محدود اور حالات گمبھیر تھے۔ لیکن اللہ تعالی کی نصرت سے چار برسوں کے دوران ارتقاء کا سفر بہت کامیاب رہا۔ یہ ہمارے اور عالم اسلام کے لیے خوشی و مسرت اور شکر کا مقام ہے۔ اللہ تعالی نے اتنے نامساعد حالات میں ہمیں توفیق دی کہ مجلے کو جاری رکھ کر قارئین کرام سے جہادی بنیادوں پر رشتہ جوڑے رکھا۔ ماہنامہ شریعت عصر حاضر کی اہم ضرورت اور پکار ہے۔ مغربی میڈیا عوام کی ذہنیت کو خراب کرنے اور اسلام سے بدظن کرنے کے لیے مسلمانوں بالخصوص مجاہدین کی تصویر کو خوف ناک شکل میں پیش کرتا ہے۔ ماہنامہ شریعت میں مختلف اسلامی، جہادی، علمی، سیاسی اور تاریخی مضامین شائع ہورہے ہیں، جس کا اصل موضوع رائے عامہ کو ہموار کرنا، اسلامی خطے کی کفار سے آزادی، خودمختاری کا حصول اور اس کی دفاع ہے۔ اسی طریقے سے تمام ابہامات کو دور کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

چار برس کے اس قلیل عرصے میں ماہنامہ شریعت نے اپنی اصول پسندانہ پالیسی اور معیاری موقف کے باعث ذرائع ابلاغ کے باثر صحافیوں، عالمی شہرت کے حامل علمائے کرام، صاحب علم و دانش اور عالمی سیاست دانوں کو اپنی جانب راغب کیا ہے۔ جن ممالک اور علاقوں میں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے، وہاں صحافت سے وابستہ حضرات اور علمائے کرام مختلف مواقع پر اپنی تحریروں میں ماہنامہ شریعت کے مضامین اور رپوٹوں کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ عصر حاضر میں الیکٹرانک میڈیا نے بہت ترقی ہے۔ پرنٹ میڈیا کے شعبے میں بھی کافی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں، لیکن ماہنامہ شریعت نے اب تک جو کارکردگی دکھائی ہے، وہ قابل ستائش ہے۔ جو دھیرے دھیرے ایک اچھے اور بہترین مستقبل کی جانب گامزن ہے۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے ہم ماہنامہ شریعت کا چوتھا سال کامیابی سے مکمل ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ اس میگزین میں خدمات سرانجام دینے والوں کا اہل زبان نہ ہونے کے باعث یقینا رسالے میں زبان کے حوالے سے کوتاہیاں ضرور ہوں گی، لیکن اتنے قلیل عرصے، کم وسائل، گوناگوں مسائل اور ناسازگار حالات میں عالمی، سیاسی اور علمی مضامین منظر عام پر لائے، جن سے قارئین کرام کی پیاس بجھانے کے علاوہ اردو خواں حضرات تک منظم طریقے سے اپنا پیغام پہنچانا دہ کارنامہ ہے، جس کا اعتراف دشمن نے بھی کیا ہے۔

ماہنامہ شریعت نے کم عرصے میں قابل توجہ ترقی کی اور اس سلسلے میں میگزین کے مدیر، لکھاریوں اور ڈیزائنر کی کوششیں قابل ستائش ہیں۔ انہوں نے دن رات ایک کرکے استعمار کے خلاف قلمی جہاد میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالی ان کی تمام تکالیف اور قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اللہ عزوجل ہمیں صحیح معنوں میں شریعت کا پابند بناتے ہوئے جہاد اور مجاہدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں عرض کرتا چلوں کہ سیکولر صحافت کی جگہ اسلامی صحافت کو اس کی اہمیت اور ضرورت کے مطابق فروغ دینے کے ان تھک کوشش کی ضرورت ہے۔ خصوصا علماء اس اہم کام کو اپنی دینی ذمہ داری جان کر قلمی تیر کمان تھام لیں۔ اسی طریقے سے اخبارات، جرائد اور رسائل میں چھپنے والے باطل پرور مضامین و کالموں کی اثرپذیری کو کاٹا جا سکتا ہے۔ آیئے اس کام کو اخلاقی فرض سمجھ کرکے قلم کی تلوار نیام سے نکالیں اور معاشرے سے زرد صحافت کا خاتمہ کریں۔ معاشرے کو تباہ کرنے والے صحافیوں کو منہ توڑ جواب دیں۔ اٹھو کہ یہ وقت کی پکار ہے۔ یہ میدان آپ کو پکارتا ہے۔ یہ بیداری کا لمحہ ہے۔ یہ جاگنے اور جگانے کی ساعتیں ہیں۔ یہ دنیا کی امامت کرنے کے لمحات ہیں۔ اگر ہم اس وقت نہ اٹھے تو تاریخ اور ہماری آئندہ نسلوں کے پاس ہمیں معاف کرنے کا کوئی جواز نہیں ہوگا۔ استعماری ممالک ہزاروں میل دور سے ابلاغی میدان میں زور اور زر، دونوں کا بے دریغ استعمال کررہے ہیں، لیکن ہم خواب غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❖ ❖ ❖

2015 جہادی کامیابیوں کا سال

2015 کے آغاز سے وطن عزیز افغانستان کی سرحدوں کے داخلی و خارجی دشمنوں نے یہ اندازہ ظاہر کیا تھا کہ کابل کی 4 لاکھ فوج اور جاسوسی نیٹ ورک چند ہزار مجاہدین کے خلاف فیصلہ کن کامیابی حاصل کرلے گا۔ کیوں کہ کابل انتظامیہ نے فوج کی بنیادیں مضبوط کرنے اور اسے جنگی صلاحیتوں سے مالا مال کرنے سمیت وسائل سے لیس کرنے پر کروڑوں ڈالر خرچ کر دیے ہیں۔ سیکڑوں نیٹو اور امریکی جنرلز اور انسٹرکٹرز ان کی تربیت کرتے کرتے تھک گئے۔ ہر طرح کا اسلحہ اور تمام تر ضروری وسائل انہیں فراہم کیے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ فوج کی عسکری دھاک بٹھانے کے لیے میڈیا پر طرح طرح کے گانے اور پروپیگنڈے ریلیز کیے گئے۔

نیٹو اور امریکی جنرلز کی زبان پر یہ جملہ بار بار آرہا تھا کہ 2015 میں صرف کابل فوج ہی طالبان کے خلاف شدید جنگ لڑے گی اور جو علاقے طالبان کے قبضے میں ہیں، وہ واپس چھین لے گی۔ مگر اللہ رب العزت کا فیصلہ الگ تھا۔ مجاہدین نے سال 2015 کے دوران نہ صرف اپنے مفتوحہ اور وسیع علاقوں کا بہت کامیابی سے دفاع کیا، بلکہ گوریلا حملوں کے ساتھ ملک کے بہت سے حصوں میں مخصوص جنگی مہارتوں سے باقاعدہ محاذ قائم کر کے بہت کم نقصان اٹھاتے ہوئے آمنے سامنے کی جنگ بھی شروع کر دی، جس میں مجاہدین نے قندوز جیسا حساس اور تزویراتی اہمیت کا حامل علاقہ فتح کر لیا۔ جس میں بھاری و ہلکے اسلحے کے وسیع ذخائر سمیت ٹینک اور رینجرز گاڑیاں مجاہدین کے ہاتھ آگئیں۔ اسی طرح 2015 کے دوران خارجی اور داخلی دشمن کو کابل میں شدید نقصان پہنچایا گیا۔ بہت سے ترجیحی، سیاسی، انٹیلی جنس اور عسکری مراکز پر مسلسل اور مؤثر حملے ہوئے۔ ہلمند کے چار اہم اضلاع اور اڈوں کے علاوہ مختلف صوبوں میں تقریباً 17 اضلاع اور وسیع علاقے مجاہدین کے قبضے میں آگئے۔

مجاہدین کی ان حیران کن حملوں اور کامیابیوں نے کابل انتظامیہ کا عسکری مورال اور قوت کا گراف صفر پر لا کر کھڑا کیا ہے، جس سے ان کی تمام تر سیاسی انگلیاں خاک ہوگئی ہیں۔ کابل انتظامیہ کے پاس مزید کوئی راستہ نہیں بچا۔ اس نے اپنے بیرونی آقاؤں کو اطلاع دی ہے کہ اگر انہیں فوری مدد فراہم نہ کی گئی تو طالبان قندوز کی طرح کابل پر بھی قبضہ کر لیں گے۔ ان کے آقاؤں نے بھی چند نمائشی اجلاسوں کی سرگرمیوں کے علاوہ مجاہدین کے مقابلے میں اترنے کی کوئی بھی کوشش نہیں کی ہے۔ دشمن نے افغانستان میں عملی جنگی میدان میں تاریخی رسوائی دیکھی تو اس نے پروپیگنڈے اور جاسوسی کا رخ کر لیا۔ امارت اسلامیہ کے مؤسس امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے اعلان کے ساتھ ہی زہریلے پروپیگنڈے اور بے بنیاد افواہیں پھیلانا شروع کر دیں۔ اس سے ان کا مقصد یہ کوشش کرنا تھی کہ امارت اسلامیہ کی متحد صف کمزور اور ختم ہو جائے۔ مگر اللہ تعالی نے امارت اسلامیہ کے نئے زعیم محترم ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کا تعین کر کے اسلام اور ملک کے دشمنوں کا ہر حربہ اور ساری سازشیں ناکام کر دیں۔ جس سے عالم اسلام کے دلوں میں امارت اسلامیہ کی جڑیں پہلے سے بھی زیادہ گہری ہوگئیں اور امید کی کلیاں کھلنے لگیں۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ 2015 کا سال کابل انتظامیہ کی چار لاکھ فوج کے لیے شکست اور ناکامی کے ساتھ ساتھ امارت اسلامیہ کی فتوحات اور عالمی سطح پر مثبت تبدیلیوں کا سال تھا۔

☆☆☆

افواہیں اور پروپیگنڈا

شکست خوردہ دشمن کی آخری ہچکیاں

عبید مسلم

گزشتہ چند ماہ میں امارت اسلامیہ کے بہادر مجاہدین نے بہت کم وقت اور کم ترین نقصانات کے ساتھ ملک کے طول و عرض میں قندوز کی تاریخی فتح کے علاوہ بڑے پیمانے پر علاقے، درجنوں اضلاع اور کابل انتظامیہ کے بہت سے مراکز فتح کیے ہیں۔ اس کے علاوہ امارت اسلامیہ کی قیادت کا مسئلہ اللہ تعالی نے بہت آسانی سے حل کر دیا۔ سیاسی میدان میں مصالحت اور مذاکرات کے نام پر قائم سازشیں ناکام ہو گئیں۔ کابل انتظامیہ کے خلاف عوام کی نفرت، مایوسی اور بے روزگاری کا گراف اتنا اونچا ہو گیا کہ لاکھوں افراد اور خاندان افغانستان سے فرار ہونے پر مجبور ہو گئے۔ اس دوران امید کی کرن عوام کے لیے صرف اور صرف امارت اسلامیہ کی نئی قیادت ہی تھی۔ کابل انتظامیہ کے حکام کے پاس جب کچھ نہیں بچا تو ایک انتہائی بزدلانہ اور گھسا پٹا اقدام اٹھایا۔ امارت اسلامیہ کے زعیم محترم ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کے حوالے سے واضح جھوٹ اور افواہیں پھیلانا شروع کر دیں۔

اس میں شک نہیں کہ محترم منصور صاحب نے کئی سالوں سے امارت اسلامیہ کی قیادت اور رہنمائی انتہائی مدبرانہ اور مشفقانہ انداز میں کی، جب کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ حیات تھے۔ بایں معنی کہ ملا صاحب مرحوم اپنی رحلت کے آخری وقت تک منصور صاحب سے مطمئن اور ان پر اعتماد کرتے تھے۔ دوسری طرف جہاد اور امارت کے تمام امور میں چاہے، وہ خارجی ہوں یا داخلی، اللہ تعالی نے انہیں ہر جگہ کامیابی عطا کی۔ مجاہدین کے درمیان اخوت اور اتحاد کی فضا انتہائی بے مثال طریقے سے مضبوط رکھی۔ داخلی اور عالمی دشمن کو خصوصی ذریعے سے ہر میدان میں تاریخی شکست سے دوچار کر دیا۔ عوام کو امارت اور مجاہدین کا معاون بنا دیا اور سیاست کے میدان میں امارت اسلامیہ کا مؤقف اپنے مطبوعاتی وسفارتی ذرائع اور نمائندوں کے ذریعے انتہائی معقول اور منطقی انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہاں تک کہ دوست اور دشمن پر یہ واضح ہو گیا کہ امارت اسلامیہ صرف عسکری نہیں، سیاسی اور سفارتی میدان میں بھی یہ صلاحیت رکھتی ہے کہ اپنے مؤقف کا دفاع اور تحفظ کرے۔ اسی طرح ہر آدمی یہ سوچ رہا تھا کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی وفات کے بعد کون ہو گا، جو ان کا جانشین بنے گا؟ کس طرح مجاہدین، عہدے داران اور علمائے کرام اس پر متفق ہوں گے! اللہ تعالی نے منصور صاحب کو ایک تسلیم شدہ، متفقہ اور مہربان رہنما کے طور پر سامنے لایا۔ افغانستان اور پوری امت مسلمہ سے ان کے ہاتھ پر ہونے والی بیعت نے دشمنوں کے تمام فریب اور سازشیں ناکام بنا دیں اور اللہ

تعالیٰ نے قیادت کا بڑا اور اہم مسئلہ حل کر دیا۔ اس دور میں اسلام اور ملک کے دشمنوں اور حاسدین نے سوچ رہے تھے کہ کس طرح امارت اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور یہ مضبوط صف کمزور ہو جائے۔ عالی قدر منصور صاحب کی بے پناہ مقبولیت اور جامع شخصیت کے باعث ان پر جنون طاری ہو گیا۔ انہوں نے مختلف حربے آزمانے شروع کر دیے۔ کسی نے قیادت کے انتخاب پر اعتراض کر دیا۔ کسی نے الگ گروپ بنانے کے لیے کوششیں کیں اور کچھ نمائشی اقدامات کیے۔ کسی نے منصور صاحب اور دیگر قائدین پر بے جا الزامات لگانا شروع کر دیے۔ جب یہ تمام شیطانی سازشیں ناکام ہو گئیں تو آخری بھپکی کے طور پر منصور صاحب کے زخمی اور شہید ہونے کی افواہ پھیلا دی گئی۔ چوں کہ امارت اسلامیہ کی بنیاد صاف خلوص پر رکھی گئی تھی اور بہت پاکیزہ خون اس صف کی حفاظت میں بہا۔ اس کے علاوہ دین کے سچے خادم اور امارت اسلامیہ کے مؤسس مرحوم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کی وہ دعائیں ہیں، جو انہوں نے اس صف اور اس کی بنیاد کے لیے کی تھیں۔ ہمیں پورا یقین ہے اللہ تعالیٰ نے وہ دعائیں قبول کی ہوں گی۔

دشمن کا خیال تھا محترم منصور صاحب حالیہ افواہوں پر خاموش رہیں گے اور طالبان اور عام لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ جائے گی کہ خدا نہ کرے واقعتاً ایسا کچھ ہو گیا ہے۔ مگر محترم امیر المؤمنین کے ہمہ پہلو بیان نے ایک جانب عوام کو بھرپور اطمینان دلایا اور دوسری جانب استعمار کی انٹیلی جنس اور میڈیا پر ایسا کاری وار کیا کہ اب ان کی کوئی بات عوام کے لیے ماننے کے قابل نہیں رہی۔ میڈیا اور نیوز چینلوں کو چاہیے اس طرح کی جھوٹی افواہیں جو انٹیلی جنس کی جانب سے انہیں دی گئی ہوں، انہیں پھیلا کر اپنا تشخص اور اپنی حیثیت داغ دار نہ کریں۔ ان بے تکے اقدامات سے میڈیا کا کردار مشکوک ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات حقیقت میں بدل جاتی ہے کہ اکثر میڈیا استعماری طاقتوں کی خدمت کر رہا ہے۔ اسلام ہمیں درس دیتا ہے کہ محض سن کر بغیر تصدیق کے بات کو آگے نہ پھیلائیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إن اللہ حرّم علیکم عقوق الأمهات و وأد البنات و منعاً و هات و كره لكم قيل و قال و كثرة السؤال و إضاعة المال۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کی نافرمانی، بیٹیوں کا قتل اور دوسروں کا حق کھانا اور وہ چیز، جس کا وہ مستحق نہ ہو، مانگنا تم پر حرام کر دیا ہے۔ اور برا سمجھا ہے تمہارے لیے جھوٹی افواہوں کو۔ اور یہ کہ دوسرے لوگوں کے کاموں میں مداخلت کریں۔ ان کا مال بے جا صرف اور ضائع کریں۔ اور بے وجہ سوال کرنا بھی ناپسندیدہ امور میں سے ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كفى بالمرء إثماً أن يحدث بكل ما سمع۔ ایک اور روایت میں ہے كفى بالمرء كذباً أن يحدث بكل ما سمع۔

کوئی شخص محض بات سن کر ہی اسے پھیلانے کے لیے اٹھ کھڑا ہو جاتا ہے اور تحقیق نہیں کرتا۔ یہ شخص جھوٹوں میں سے ہے۔

عبدالرحمن بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بئس مطية الرجل زعموا۔

انتہائی بری بات ہے کہ کوئی شخص کسی بات کو نقل کرنے میں محض گمان اور اٹکل سے کام لے۔

حضرت ابو درداء رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص کسی مسلمان پر تہمت باندھے اور اس کے پیچھے ایسی بات پھیلا دے، جس کی کوئی حقیقت نہیں، وہ سزا کا مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے دائمی عذاب میں ڈال دے گا۔ جب تک اس بات کو ثابت نہ کرے، جو اس نے کہی ہے۔

❋ ❋ ❋

امت مسلمہ کو درپیش مشکلات سے نکلنے کا راستہ

تحریر: احمد گل ریان

جب اکیسویں صدی کی پہلی صبح کا سورج مشرق سے نکلا، اس کی زرد شعاعوں سے پہاڑی دروں اور جنگلوں میں روشنی بکھرنے لگی، تب تک مغرب کے لیے مشرق کے سیاسی حالات ناقابل برداشت ہو چکے تھے۔ وہ اس کوشش میں تھا کہ اپنی تاریکی ایک بار پھر مشرق پر مسلط کرے۔ اپنا وحشت بھرا غصہ مشرقی عوام کے خون سے ٹھنڈا کرے۔ اس طرح پوری اسلامی دنیا پر اپنی حکمرانی مسلط کرنے کا خواب پورا کرے۔ اس دن ایسا لگ رہا تھا، جیسے مغرب نے مشرق پر جارحیت کے لیے اسی دن کا تعین بہت پہلے سے کر رکھا تھا۔ اب وہ اس دن کے انتظار میں تھا۔ اس دن قیامت کی ایک بڑی نشانی بھی نظر آئی۔ قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کفار مسلمانوں پر ایسے حملہ کریں گے، جیسے دسترخوان پر بھوکے انسان چاروں طرف جمع ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔ (جیسا کہ آج ہے) ایسا اس لیے ہوگا کہ مسلمانوں کے دلوں میں دنیا کی محبت مضبوط ہو چکی ہوگی۔ آج حالات بالکل ایسے ہی ہیں۔

اسلام دشمنوں نے اکیسویں صدی کے آتے ہی اسلامی ممالک کے خلاف جارحیت کا آغاز کر دیا۔ یہ جارحیت آمنے سامنے اور علی الاعلان بھی تھی اور غیر رسمی طریقے سے بھی۔ عراق اور افغانستان پر آمنے سامنے حملہ کیا گیا۔ جب کہ دوسری طرف مسلمانوں کو جیلوں میں شدید اذیت کا نشانہ بنایا گیا۔ شعائر اسلام کی اہانت کی گئی۔ مسلمانوں کی حکومتوں کو گرایا گیا۔ کٹھ پتلی حکمرانوں کے ذریعے مسلمانوں پر تشدد ڈھایا گیا۔ ان کی تذلیل و تحقیر کی گئی۔ یہ سب کچھ اس صدی کے آغاز کے ساتھ ہی شروع ہوا۔ اگرچہ مغرب آج مجاہدین کے ہاتھوں ایک دردناک شرمندگی کے دور سے گزر رہا ہے۔ ذلالت کا تلخ گھونٹ گھونٹ پی رہا ہے، مگر پھر بھی اس کی کوشش ہے کہ اسلامی دنیا کے تقریباً 60 ممالک کو مزید ٹکڑوں میں تقسیم کر دے۔ پہلے ان ارادوں کو عراق اور افغانستان میں عملی جامہ پہنایا گیا، جس کے بعد باقی دنیا میں بھی اس پر عمل درآمد کروانے کا آغاز ہوا۔ مذکورہ دو ممالک کے علاوہ دیگر ملکوں میں تخریب اور تقسیم کا یہ موقع انہیں لسانی اور مذہبی تعصب کے ذریعے ہی ہاتھ آیا۔

آخر یہ سب کچھ کیوں؟ جب مسلمان دنیا میں ترقی اور معاشی خوش حالی کے لیے مغربی سراب کے پیچھے دوڑیں گے، ان کی ایسی ہی تذلیل و تحقیر جاری رہے گی۔ ان کے دین اور عقیدے کی توہین کی جائے گی۔ یہ لوگ اگر چاہیں کہ درپیش مشکلات سے جان چھڑائیں اور دنیاوی ترقی کے ساتھ ساتھ اخروی کامیابی بھی حاصل کریں تو اپنے اعمال، تجارت، اطاعت و فرماں برداری، تعلیم و تربیت، گھریلو و معاشرتی اور دیگر اہم امور کی جانب توجہ زیادہ کریں۔

1۔کامل طور پر اسلام میں داخل ہونا:

ہم اپنی کمزوری اور درپیش مشکلات کا اعتراف کرتے ہیں۔ مشکلات اور روحانی بیماریوں سے جان چھڑانے کے لیے ہمیں چاہیے، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی جانب توجہ کریں۔ اوامر پر عمل کریں اور ان چیزوں سے بچیں، جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ اسی ذلت کی حالت میں زمین سے اٹھالے گا اور اس کی جگہ ایسی قوم پیدا کرے گا، جو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرے گی۔

2۔جہاد اور امربالمعروف ونہی عن المنکر:

مسلمان کو چاہیے اپنی اولاد کو جہادی تربیت دیں۔ جہاد سے محبت پیدا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''ولن یصلح حال آخر ھذہ الأمۃ الا بما صلح بہ حال اولھا۔'' اس امت کے آخری لوگوں کی حالت اسی چیز سے درست ہوگی، جس سے امت کے پہلے لوگوں کی حالت درست ہوئی تھی۔ موجودہ دور میں مسلمان کی حالات جہاد ہی سے درست ہوگی۔ کیوں کہ امت کے پہلے لوگوں کی حالت بھی جہاد کی برکت ہی سے درست ہوئی تھی۔ جب دشمن نے مشرق، مغرب، شمال اور جنوب سے مسلمانوں پر جارحیت شروع کر دی تو اس کے حل کا راستہ صرف اور جہاد ہے۔ مسلمان اولاد کو جہادی تربیت دیں اور امربالمعروف ونہی عن المنکر سکھائیں۔ اگر ایسا نہ کیا تو دشمن کے مقابلے کی صلاحیت کیسے حاصل کریں گے۔

3- اجتماع اور آپس اتفاق:

مسلمانوں کو اپنی اجتماعیت منتشر نہیں کرنی چاہیے۔ اپنے دشمن کو خوب پہچانیں اور ایک طرف کریں۔ آپس میں اتفاق اور اتحاد پیدا کریں۔ یاد رہے کہ قرآنی تعلیمات کے مطابق مسلمانوں میں باہمی اتحاد صرف اور صرف اللہ تعالی کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کی بدولت ہی پیدا ہو سکتا ہے۔

4- تعلیمی منہج اور ذرائع ابلاغ کی اصلاح:

مسلمانوں کو درپیش مشکلات سے جان چھڑانے کا ایک اہم ترین راستہ یہ بھی ہے کہ اپنا تعلیمی نظام اور اپنے ملکوں میں موجود دجال میڈیا کی اصلاح کریں۔ اپنے علاقوں میں تعلیمی نصاب اور تربیتی پروگراموں پر زیادہ توجہ دیں۔ اپنا نصاب اور تعلیمی ادارے ان غلاظتوں سے پاک کریں، جن سے ان کی اولاد کی غلط تربیت ہوتی ہو، جو آگے جا کر دشمن کے دست و بازو بنیں۔ اسی طرح مسلمانوں میں ذرائع ابلاغ کی اصلاح بھی بہت اہم ہے۔ ذرائع ابلاغ کا گہرائی سے مطالعہ کرنا ہوگا۔ جہاں جہاں خرابی نظر آئے، اس کی صفائی کریں۔ ذرائع ابلاغ معاشرے کی اصلاح اور درستی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ میڈیا کو دینی اور قومی اقدار کا وفادار بنائیں۔ جو ادارہ مزید فساد پھیلانے کا باعث بنے، اسے ختم کرے۔

5- مخلص قیادت:

مسلمانوں کو چاہیے اپنے لیے مخلص قیادت چنیں۔ آج مسلمان جس بدحالی کا شکار ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ سے مخلص قیادت کا فقدان ہے۔ یہ جمود بڑے عرصے سے جاری ہے۔ ہمارے ملک سے شفاف قیادت کا خاتمہ اور پھر آج تک اس کی واپسی نہ ہونا، ہمیں یہ احساس دلا رہا ہے کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے ایک سزا ہے۔ کیوں کہ جب اللہ تعالی کسی قوم پر اپنا فضل اور رحمت کرنا چاہتے ہیں تو اسے ایک مخلص قیادت نصیب فرماتے ہیں۔ اللہ تعالی اس وقت اپنا فضل اور رحم کرتے ہیں، جب قوم اپنے برے اعمال پر شرمندہ ہوتی ہے۔ گذشتہ ادوار میں موقع پرست اور اسلام بے زار سیاست دانوں اور لیڈروں کی قیادت پر ندامت اور شرمندگی کا اظہار کریں۔ خلوص سے تبدیلی چاہیں۔

بنی اسرائیل کی حالت انتہائی بری اور ناقابل برداشت تھی۔ ان پر عمالقہ سے ایک شدت پسند قوم مسلط ہو گئی تھی۔ اس وقت بنی اسرائیل نے عمالقہ کے تسلط اور غلبے سے نجات کی تمنا کی اور اللہ تعالی سے حضرت شموئیل علیہ السلام کے توسط سے مخلص قیادت کی آرزو کی۔ یہی وجہ تھی اللہ تعالی نے طالوت جیسا عظیم قائد انہیں نصیب فرمایا۔ ان کی قیادت میں بنی اسرائیل عمالقہ پر غالب آگئے۔ طالوت کے لشکر کے ایک نوجوان "داود علیہ السلام" نے عمالقہ کے سردار جالوت کو قتل کر ڈالا۔

ضروری ہے کہ مسلمان جہاں بھی ہیں، پہلے مرحلے میں موجودہ بری حالات کی تبدیلی کے خواہش مند ہو جائیں۔ دل کی گہرائی سے اپنی موجودہ حالت پر پشیمانی ظاہر کریں۔ اس کے بعد اللہ تعالی اپنے فضل اور کرم سے انہیں درد مند اور صالح قیادت نصیب فرمائیں گے۔

آج کا مسلمان امن وامان کی طرف لوٹ جائے۔ یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔ اس کے لیے محض مضبوط ارادے کی ضرورت ہے۔ اس کام کے لیے صرف قیادت کی تبدیلی چاہیے۔ ایسے لوگوں کا تعین ہونا چاہیے جن کا پہلے سے تجربہ ہو چکا ہو اور ان سے مسلمانوں نے خوش حالی کے وہ دن دیکھے ہوں، جن کا آج صرف نام ہی لینے کو رہ گیا ہے۔ عوام کو پھر سے امارت اسلامیہ کے دور کی جانب پھرنا ہوگا۔ وہ دور، جو خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور کی زندہ مثال تھی۔ جس میں مرد عورت، غریب امیر، حاکم اور رعایا، بڑے اور چھوٹے سب برابر تھے۔ سب کے حقوق پورے پورے ادا کیے جاتے تھے۔ ہر طرح کے کرپشن اور شرعی کمزوریوں سے پاک قیادت تھی۔ اگر ہمارے عوام ایسا کریں گے تو نہ صرف غیروں کی کٹھ پتلیوں سے نجات ملے گی، بلکہ ایک بار پھر اپنے ملک کے طول و عرض میں عوام خوشی اور اطمینان کا سانس لے سکیں گے۔ یہ بے جا نہ ہوگا اگر ہم کہیں کہ پھر سے ایسا دور پائیں گے، جس کی مثال خیر القرون کے بعد کے ادوار میں نہیں ملتی۔

6- خانہ جنگی اور فسادات سے معاشرے کا تحفظ:

مسلمان اپنے معاشرے کو نظر انداز نہ کریں۔ معاشرے میں پیدا ہونے والے فساد کو ہلکا نہ سمجھیں۔ یہ فساد مختلف شکلوں میں ہمارے معاشروں میں پھیلا ہوا ہے۔ ہمارا معاشرہ فساد اور جنگ کے وسائل سے لبریز ہے۔ ہمارے باشعور مسلمانوں کو اس کی تطہیر کی کوششیں کرنی چاہئیں۔

یہ درج بالا نکات وہ راستے ہیں، جن پر عمل کیا جائے تو مسلمان ایک بار پھر اپنی کھوئی ہوئی عزت اور بزرگی حاصل کر سکتے ہیں۔ ان ناگوار حالات سے پر امن ہو سکتے ہیں، جن کا آج کل سامنا ہے۔ علامہ اقبال اور سید جمال الدین افغانی نے مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے آپس کے اتحاد اور اتفاق کو سب سے زیادہ ضروری قرار دیا تھا، مگر افسوس کہ آج کا مسلمان ان کی اس بات پر عمل کرنے کو تیار نہیں۔ مسلمان کو سمجھ لینا چاہیے کہ جب تک وہ گروہ بندی، فرقہ بندی اور لسانی تعصبات سے خود کو آزاد نہیں کرتا، جب تک دشمن اسے تباہ اور پامال کرتے رہیں گے۔

یہ آخری جنگ ہوگی!

انیسویں صدی کے اواخر میں یورپ میں سیاسی اور علاقائی حالت بہت تیزی سے بدل رہی تھی۔ جرمنی کی صنعتی ترقی نے اسے یورپ کی ایک بڑی قوت بنا دیا تھا۔ جرمنی کے خوف سے یورپ کی ایک اور بڑی قوت برطانیہ نے خطے کے ان مختلف ممالک سے اتحاد کیا اور اس کے لیے پہلے ہی سے تدبیروں کے جال بننے شروع کر دیے۔

اس طرح مختلف قوتوں کے درمیان علاقائی اتحاد بننے شروع ہو گئے۔ برطانیہ نے پہلے 1902 میں جاپان سے اتحاد کیا۔ اس کے بعد 1904 میں برطانیہ اور فرانس کے درمیان ایک معاہدے پر دستخط ہو گئے۔ اگرچہ یہ ایک بنیادی اتحاد نہ تھا مگر قریبی تعلقات کو مضبوط بنانے اور ایک دوسرے کے تعاون کے لیے اس کی اہمیت بہت زیادہ تھی۔ اسی طرح دوستی کا ایک اور معاہدہ برطانیہ، فرانس اور روس کے درمیان ہوا جو 1907 میں (The Triple Entente) کے نام سے طے پایا۔ جس کی وجہ سے یورپ دو گروہوں میں تقسیم ہو گیا۔ اس تقسیم کا ایک فریق جرمنی، آسٹریا، ہنگری، سربیا اور اٹلی کا اتحاد تھا۔ اور دوسری طرف روس، فرانس اور برطانیہ کے ممالک کھڑے تھے۔

بنیادی طور پر یہ پہلی جنگ عظیم کے لیے تیاری تھی۔ یہ جنگ کسی بھی بھڑک سکتی تھی۔ پہلی جنگ عظیم کو بیسویں صدی کی پہلی جنگ بھی کہا جا سکتا ہے۔ مگر بنیادی طور پر یہ پہلی جنگ عظیم سے زیادہ بیسویں صدی کی پہلی سازش تھی۔ جو اگرچہ اس وقت شروع ہوا جب آسٹریا کے ایک شہزادے کی موت سے شروع ہوا مگر اس جنگ کی بنیاد دو گروہوں میں یورپ کی تقسیم کر کے رکھی گئی تھی۔ پہلی جنگ عظیم کے سلسلے میں اتحادی قوتوں برطانیہ، فرانس، سربیا، روس، جاپان، اٹلی، یونان، پرتگال، رومانیہ اور امریکا کا مقابلہ محوری قوتوں جرمنی، آسٹریا، ہنگری اور بلغاریہ سے تھا۔ خوف یا طاقت کے نشے میں بہت سے ممالک اس جنگ کا حصہ بن گئے۔ مگر جنگ کا پہلا جوش و خروش اس وقت سامنے آیا جب اس جنگ نے انتہائی مہنگی جنگ کی شکل اختیار کر لی اور خندقیں کھود کر لڑائی لڑی جانے لگی۔ کیوں کہ مغربی محاذ میں خندقوں اور قلعوں کا سلسلہ 475 کلومیٹر تک طویل کر دیا گیا تھا۔

پہلی جنگ عظیم میں روس اپنے اتحادیوں کی مدد کے لیے بلقان کے علاقے اور بحیرہ روم سے گزرنے لگا اور اس نے عثمانی سلطنت کے علاقوں اور سرحدوں پر حملے کیے تو مجبوراً سلطنت عثمانیہ کو بھی اس جنگ میں کودنا پڑا۔ اس نے اپنے لیے محوری قوتوں کے اتحاد میں شامل ہونا پسند کیا۔ چونکہ یہ ایک جنگ سے زیادہ سازش تھی اس لیے یہ یورپی ممالک سے سمٹ کر عثمانی سلطنت کے حدود میں محدود ہو گئی۔ مغربی محاذ پر بنیادی طور پر پہلی جنگ عظیم 1918 میں 11 نومبر کو صبح 11 بجے ختم ہوئی۔ جنگ سے جرمنی کے نکلنے کے بعد محوری قوتوں کا اتحاد بھی ٹوٹ گیا۔ اس طرح جنگ کا بنیادی مقصد سامنے رکھتے ہوئے اتحادی ممالک عثمانی سلطنت کو گرانے میں ناکام رہے۔ ان حالات نے اسلامی دنیا پر انتہائی غلط اثر ڈالا۔ چونکہ خلافت عثمانیہ جرمنی کا ساتھی تھا اس لیے اس جنگ کا بڑا نقصان خلافت عثمانیہ پر بھی ڈالا گیا۔

انگریزوں نے عربوں کو ترکوں کے خلاف جنگ پر ابھارا اور اس طرح عثمانی خلافت میں مسلمانوں کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔ اس جنگ میں اکثر علاقے ترکی حکمران کے اقتدار سے نکل گئے۔ اور انجام کار مسلمانوں کے اتحاد کی علامت خلافت عثمانیہ بھی ختم ہو گئی۔ یہ جنگ 96 سال قبل 1919 میں 28 جون کو دونوں فریقوں کے درمیان معاہدے کے بعد رک گئی۔ جس کے اثرات عالمی، سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی صورتحال پر کئی عشروں تک جاری رہے۔

پہلی جنگ عظیم سے ظلم اور درندگی میں اضافہ ہوا۔ برداشت اور حوصلے میں انتہائی کمی آئی۔ اتحادی اور محوری کے نام سے قائم اتحادوں میں آہستہ آہستہ دنیا کے بہت سے ممالک نے حصہ لیا۔ اس طرح پوری دنیا اس جنگ کی لپیٹ میں آ گئی۔ یہ جنگ اس دنیا کی نئی تاریخ میں سب سے ہولناک جنگ تھی جس میں پہلی مرتبہ جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کیا گیا۔ پہلی بار دنیا نے کیمیائی اور زہریلے گیسوں کا استعمال دیکھا۔ یہ پہلی جنگ تھی جس میں بحری کے علاوہ فضائی حملے بھی کیے گئے۔ اس جنگ عظیم میں دونوں فریقین کے بیس ملین سے زیادہ فوجی اور عام افراد ہلاک ہو گئے اور بیس ملین سے زیادہ لوگ دائمی معذور اور معیوب ہو گئے۔

محترم قارئین! آج پھر وہی جنگ عظیم اول کی سی وحشت اور درندگی نظر آنے لگی ہے۔ وہ جنگ جس کا پہلا محرک اور سبب صرف ایک شہزادے کی ہلاکت تھی۔ اور ایک موت کے بہانے بیس ملین سے زیادہ لوگوں کو موت کے کنویں میں دھکیلا گیا۔ دوسری طرف جنگ سے احتراز کرنے والی عثمانی سلطنت کو بھی جنگ میں کھینچ کر لایا گیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔

پہلی جنگ عظیم میں بھی روس نے ترکی کے سرحدوں کے خلاف تجاوز کیا اور ترکی کو جنگ میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا اور اب ایک بار پھر پہلی جنگ عظیم کی طرح ترکی کی فضائی سرحدوں کی پامالی کی گئی۔ اب صرف ایک روسی طیارے کے گرانے کے بہانے نہ صرف تیسری عالمی جنگ کی باتیں ہونے لگی ہیں بلکہ اسلامی دنیا کی ایک مضبوط قوت ترکی کو پھر سے گرانے اور توڑنے کی باتیں ہونے لگی ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ سو سال قبل یورپ کے مرد بیمار یعنی ترکی سب سے الگ الگ لڑنے کی قوت نہیں رکھتا تھا یہی وجہ تھی کہ ترکی اتحادی ممالک کا مقابلہ نہ کر سکا اور نہ اپنے علاقے بچا سکا۔ مگر روس کو شاید معلوم نہیں کہ اب ترکی یورپ کا وہ مرد بیمار نہیں رہا۔ اگرچہ اس کے پاس ایٹمی قوت نہیں ہے مگر ترکی اپنی پالیسیوں اور اقتصادی قوت کی وجہ سے اسلامی دنیا کا ایک ممتاز اور نمایاں ملک ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ صرف ایک طیارے کے گرانے سے تیسری جنگ عظیم شروع نہیں ہو گی لیکن اگر ایسا ہوا تو یہ آخری جنگ ہو گی۔

***

2015 کی جہادی سرگرمیوں پر ایک نظر

عبدالرؤف حکمت

2015 میں جارحیت کے خلاف جہادی سرگرمیاں عروج پر رہیں۔ گزشتہ چودہ سال کے دوران 2015 فتوحات اور خوش خبریوں کے لحاظ سے حوصلہ افزاء تھا۔ اس سال کے دوران مختلف واقعات اور تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ سیاسی، عسکری، فکری اور معاشرتی لحاظ سے وقوع پذیر ہونے والے واقعات کو لکھنا، ایک مشکل کام ہے۔ اس لیے صرف جہادی سرگرمیوں کے چند اہم واقعات، فتوحات اور پیش قدمیوں کے بارے میں چند سطور پیش خدمت ہیں۔

2015 کی ابتداء:

اس سال کی ابتداء میں مجاہدین کی کامیاب کارروائیاں شروع ہو چکی تھیں۔ جنوری میں سردی کی شدت کے باعث عام طور پر مجاہدین کی جہادی سرگرمیاں بھی سرد پڑ جاتی ہیں، لیکن گزشتہ سال جنوری میں سردی کے باوجود مجاہدین کے شدید حملوں اور عسکری کارروائیوں نے دشمن کو حواس باختہ کر دیا تھا۔4 جنوری کو قندوز کے دو اہم کمانڈروں، ضلع برکی برک میں ظالم کمانڈر خلیل اور غزنی کے ضلع قرہ باغ میں وحشی کمانڈر کو ہلاک کیا گیا۔ اگلے روز کابل کے حلقہ نو میں اور ننگرہار کے ایئرپورٹ پر قابض فوجیوں پر فدائی حملے ہوئے، دونوں حملوں میں متعدد جارحیت پسند ہلاک ہوئے۔6 جنوری کو بدخشان کے ضلع تگاب پر مجاہدین نے بڑا حملہ کیا۔7 جنوری کو خوست میں پولیس اکیڈمی پر فدائی حملے ہوئے۔ مرکزی بغلان میں 12 فوجی ہلاک اور 12 سرنڈر ہوئے۔10 جنوری کو پکتیکا کے گورنر کے قافلے کو نشانہ بنایا گیا۔12 جنوری کو زابل کے ضلع میزان کے پولیس چیف کو ہلاک کیا گیا، جب کہ ہلمند کے ضلع نوزاد میں فورسز میں شامل ایک مجاہد نے کمانڈر سمیت ضلعی عمارت میں موجود تمام اہل کاروں کو ہلاک کیا۔14 جنوری کو ضلع المار میں پولیس چیف اور ایک اعلی افسر کو ہلاک کیا گیا۔18 جنوری کو ہلمند کے دارالحکومت لشکر گاہ میں پولیس پر فدائی حملہ کیا گیا۔ 21 جنوری کو صوبہ غور کے دارالحکومت کے قریب درجنوں اہل کار سرنڈر ہوئے۔ اسی روز قندوز میں طالبان نے وسیع علاقے پر اپنا کنٹرول سنبھال لیا۔ اس کے علاوہ معمول کے مطابق ہر روز دشمن پر حملے ہو رہے تھے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ ان حملوں میں اضافہ ہو رہا ہے، جس کے بعد وسیع فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا۔

مفتوحہ علاقے، اضلاع اور فوجی اڈے:

2015 میں مجاہدین کی کامیابیاں، فتوحات اور وسیع علاقے واپس حاصل کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ مجاہدین نے پہلے بڑے پیمانے پر دشمن کی چوکیوں، فوجی اڈوں اور اضلاع پر سفید پرچم لہرایا۔ اللہ تعالی کی مدد سے مجاہدین نے ملک بھر میں بہت سارے علاقوں پر دوبارہ کنٹرول قائم کر لیا ہے، جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

2015 میں مجاہدین نے صوبہ قندوز اور ملک بھر کے 34 اضلاع پر قبضہ کیا، جن میں سے اکثر صوبوں پر مجاہدین کا کنٹرول برقرار ہے۔ جن اضلاع پر مجاہدین نے دوبارہ کنٹرول حاصل کیا ہے اور اب تک مجاہدین کے زیر کنٹرول ہیں، ان میں صوبہ فراہ کے ضلع بکواہ، خاک سفید، بالا بلوک، گلستان، صوبہ بادغیس کے ضلع جوند، صوبہ غور کے ضلع چارسدہ، صوبہ پنجشیر کے ضلع عبداللہ خیل، صوبہ بدخشان کے ضلع یمگان، بہارک، صوبہ بغلان کے ضلع تالہ و برفک، صوبہ ہلمند کے ضلع نوزاد، موسی قلعہ، سنگین، خانشین اور باغران، صوبہ ہرات کے ضلع غوریان، قندوز کے ضلع چہاردرہ، دشت ارچی،

قلعہ زال اور امام صاحب، صوبہ نورستان کے ضلع وائٹ وایگل، صوبہ سرپل کے ضلع کوہستانات، صوبہ پکتیکا کے ضلع گواشتہ، صوبہ تخار کے ضلع اشکمش، ینگی قلعہ، خواجہ غار اور درقد، صوبہ لوگر کے ضلع خروار، صوبہ جوزجان کے ضلع خم آب، صوبہ فاریاب کے ضلع خواجہ ناموس اور گرزیوان، قندہار کے ضلع غورک، صوبہ غزنی کے اضلاع خوگیانی اور ناوہ شامل ہیں۔

ان فتوحات کے علاوہ 28 ستمبر کو افغانستان کے چھٹے بڑے شہر صوبہ قندوز کی فتح نے دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ قندوز شہر میں واقع گورنر ہاؤس، فوجی چھاؤنی، بالاحصار اور تمام سرکاری عمارات پر مجاہدین نے قبضہ کیا تھا۔ ایئرپورٹ کے علاوہ باقی تمام شہر پر دو ہفتے تک اپنا کنٹرول برقرار رکھا، جس کے بعد دشمن کی وحشیانہ بمباری اور عوام کو پہنچنے والے نقصان کی روک تھام کی خاطر مجاہدین شہر سے نکل گئے۔ قندوز شہر کی فتح کے دوران مجاہدین نے جیل کو توڑ دیا تھا۔ سرکاری عمارات پر قبضے کے دوران سرکاری دستاویزات حاصل کی گئیں۔ علاوہ ازیں بھاری تعداد میں دشمن کا اسلحہ، فوجی گاڑیاں اور ٹینک ہاتھ آئے۔ طالبان نے فوجی حکمت عملی کے پیش نظر حاصل کیے گئے فوجی سازوسامان کی تفصیلات بیان کرنے سے گریز کیا، تاہم حکومت نے قندوز فتح کی تحقیقات کے لیے جو کمیٹی تشکیل دی تھی، اس کی رپورٹ کے مطابق طالبان نے 37 امریکن ٹینکوں، 62 روسی ٹینکوں، نیشنل آرمی کی ایک ہزار مشین گنوں اور دوربینوں سمیت اسلحے کی بڑی مقدار پر قبضہ کیا۔

قندوز کی طرح مجاہدین غزنی، زابل، روزگان اور غور کے صوبائی دارالحکومتوں کے اتنے قریب پہنچے کہ کٹھ پتلی حکومت کے حکام فرار ہونے پر مجبور ہو گئے۔ غزنی میں مجاہدین نے 14 ستمبر کو جیل پر حملہ کر کے اپنے چار ساتھیوں کو چھڑا لیا۔ مجاہدین ان دو صوبائی دارالحکومتوں میں کامیاب کارروائیوں کے بعد پیش قدمی کر کے بغلان، ہلمند اور فاریاب کے صوبائی دارالحکومتوں کے قریب پہنچ گئے۔ سال رفتہ میں مجاہدین کی پیش قدمی اور

> جن علاقوں پر طالبان نے مکمل کنٹرول حاصل کیا ہے، ان میں پکتیکا کے ضلع اومنہ، گواشتہ، وازیخوہ، صوبہ بامیان کے کہمرد، صوبہ غوست کے علیشیر، صوبہ غزنی کے ضلع شلگر، واغز، دہیک اور صوبائی دارالحکومت کے ملحقہ علاقے، صوبہ فراہ کے ضلع بکواہ، خاک سفید، بالا بلوک اور گلستان فتح کے علاوہ پشت رود کا بیشتر علاقہ اور پکتیا میں ڈنڈ پٹھان علاقہ شامل ہے۔

فتوحات کا تسلسل جاری رہا۔ ملک بھر میں مختلف علاقوں پر امن کا سفید پرچم لہرا دیا گیا۔ فوجی اڈوں، چیک پوسٹوں کو فتح کرنے کے بعد وسیع علاقے مجاہدین کے زیرِ کنٹرول آگئے۔ دشمن کا دائرہ اختیار محدود ہو گیا۔

قندوز میں چہاردرہ، گورتپی، قلعہ زال، امام صاحب، دشت ارچی، علی آباد اور خان آباد کے اکثر علاقوں سے دشمن کا صفایا کر دیا گیا ہے۔ ان تمام علاقوں پر اب مجاہدین کا قبضہ ہے۔ قندوز شہر کے چاروں اطراف مجاہدین اپنی پوزیشن مزید مستحکم کرنے میں مصروف ہیں۔ بغلان کے مرکز میں فورسز کی متعدد چیک پوسٹوں پر مجاہدین نے قبضہ کیا ہے۔ اسی طرح پلخمری کے مضافات کے بڑے علاقے پر طالبان کا قبضہ ہے۔ بغلان کے تالہ و برفک، ڈنڈ غوری اور بورکہ میں بھی بہت سارے علاقوں پر طالبان کی حکومت ہے۔ بدخشان میں وردوج، راغستان، جرم، ارگو، یمگان اور بہارک کے اضلاع میں مجاہدین نے درجنوں چیک پوسٹوں اور فوجی اڈوں کو فتح کر کے وسیع علاقے پر اپنا مکمل کنٹرول قائم کر لیا ہے۔ اضلاع کے درمیان مواصلاتی راستوں پر بھی مجاہدین کا کنٹرول قائم ہو گیا ہے۔ اسی طرح ہلمند میں نوزاد، موسیٰ قلعہ، سنگین اور خانشین اضلاع کی فتوحات کے بعد وسیع علاقے پر طالبان کا قبضہ ہے۔

ہلمند کے مرکزی شہر لشکرگاہ کے قریبی علاقے باباجی میں مجاہدین داخل ہوئے اور حکومتی فورسز کو پسپا کر دیا۔ ہلمند کے ضلع نادعلی کے مضافات میں بھی مجاہدین نے پیش رفت کی ہے۔ ضلع گریشک میں شورکی، قلعہ گز اور حیدرآباد پر طالبان نے مکمل کنٹرول حاصل کیا ہے۔ اسی طرح آدم خان کے وسیع علاقے پر بھی طالبان نے کنٹرول قائم کیا ہے۔ دوسری

جانب ہلمند کے ضلع مارجہ اور نچی کے مراکز کے علاوہ باقی تمام علاقوں میں طالبان کا راج ہے۔ خلاصہ یہ کہ صوبہ ہلمند کے طول و عرض میں اکثریتی علاقے پر مجاہدین کا کنٹرول برقرار ہے۔ کٹھ پتلی حکومت کا دائرہ اختیار صرف لشکرگاہ، گرمسیر اور ناوہ میں کچھ علاقوں تک محدود ہے۔ صوبہ روزگان میں بھی مجاہدین نے پیش قدمی کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ صوبائی دارالحکومت اور اضلاع کے صدر مقامات کے علاوہ باقی تمام علاقوں پر طالبان کا کنٹرول قائم ہے۔ گزشتہ سال کے دوران مجاہدین نے دہراود، چار چینو، چورہ، چنارتو، ترین کوٹ اور خاص روزگان میں بہت سے علاقوں سے دشمن کا صفایا کر دیا تھا۔ روزگان میں قومی ملیشیا کی بڑی تعداد دعوت وارشاد کمیشن کی دعوت کے ذریعے طالبان کی صفوں میں شامل ہو گئی تھی۔ روزگان کا مشہور ظالم کمانڈر عبدالصمد علاقے سے فرار ہونے پر مجبور ہو گیا۔ اب روزگان کے وسیع علاقے پر طالبان کا قبضہ ہے۔ گزشتہ سال کے دوران روزگان کے دو معروف وحشی کمانڈر مطیع اللہ اور گلاب خان بھی طالبان کے حملوں میں ہلاک ہوئے۔

فاریاب، سرپل، بادغیس، جوزجان اور غور ایسے قریبی صوبے ہیں، جن کے بیشتر علاقوں پر گزشتہ سال کے دوران مجاہدین نے اپنا کنٹرول قائم کر لیا تھا۔ فاریاب میں المار، چہلگری، قیصار، پشتون کوٹ، خواجہ موسیٰ، گریزوان، غورماچ اور شیرین تگاب اضلاع میں بہت سے علاقے طالبان کے زیر کنٹرول آگئے، جن میں اسٹریٹجک لحاظ سے اہم مقامات شاخ، قرابی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ مجاہدین نے دوستم ملیشیا کو ان علاقوں سے پیچھے دھکیل دیا تھا۔ بادغیس میں جوند، قادس اور سنگ آتش کے بیشتر علاقوں سے حکومتی فورسز فرار ہو چکی ہیں۔ اب یہ علاقے مکمل طور پر طالبان کے کنٹرول میں ہیں۔ صوبہ غور کے دولینہ شہر اور شین کوٹ اضلاع کے تمام ملحقہ علاقوں میں طالبان کی رٹ قائم ہے۔ صوبہ سرپل میں ضلع کوہستانات کی فتح کے علاوہ سنگ چارک، شیرم اور سوزمہ قلعہ اضلاع کے مضافات اور دور دراز علاقوں میں مکمل طور پر طالبان کا راج ہے۔ اس کے علاوہ ملک کے دیگر صوبوں میں بھی بیشتر علاقوں سے حکومتی فورسز پسپا ہو چکی ہیں، جن علاقوں میں ماضی میں قومی ملیشیا، نیشنل آرمی اور پولیس اہل کار قابض تھے، ان میں سے کچھ علاقے مکمل طور پر فتح ہو چکے ہیں اور کچھ علاقوں میں بعض مقامات پر اب تک حکومتی فورسز کا قبضہ برقرار ہے۔ جن علاقوں پر طالبان نے مکمل کنٹرول حاصل کیا ہے، ان میں پکتیکا کے ضلع اومنہ، گواشتہ، وازیخواہ، صوبہ بامیان کے کہمرد، صوبہ خوست کے علیشیر، صوبہ غزنی کے ضلع شلگر، واغز، وصیک اور صوبائی دارالحکومت کے ملحقہ علاقے، صوبہ فراہ کے ضلع بکوا، خاک سفید، بالابلوک اور گلستان فتح کے علاوہ پشت رود کا بیشتر علاقہ اور پکتیا میں ڈنڈ پٹھان علاقہ شامل ہے۔

صوبہ کنڑ کے ضلع مرورہ، چپہ درہ ماڑوگی اضلاع کے بیشتر علاقے، صوبہ پروان کے شیخ علی، کاپیسا کے تگاب، صوبہ دائی کنڈی کے ضلع گیزاب کے کئی درے اور سیکڑوں گاؤں دشمن کے شر و فساد سے پاک ہو گئے ہیں۔ صوبہ زابل کے صوبائی دارالحکومت قلات کے ملحقہ علاقوں کے علاوہ ضلع ارغنداب اور شاہ جوئی میں متعدد چیک پوسٹوں پر طالبان کا قبضہ ہے۔ ہرات کے سنگ کہنہ اور شین ڈنڈ کی متعدد چیک پوسٹس اور غوریان کا مرکز فتح ہوا ہے۔ صوبہ لوگر کے ضلع خروار، جب کہ ضلع نرخ، خوشی اور ازرے کے ملحقہ علاقے بھی حالیہ دنوں طالبان کے کنٹرول میں آگئے ہیں۔ اسی طرح صوبہ وردگ کے جلریز میں میدان وردگ اور بامیان قومی شاہراہ پر قومی ملیشیا کی 15 چیک پوسٹوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے، جس سے عوام کو دشمن کے شر سے تحفظ فراہم ہو گیا ہے۔

◆◆◆

مولانا سید محمد حقانی،

سلیم الفطرت اور شریف النفس انسان تھے

تحریر: ذبیح اللہ مجاہد

موت حق ہے، ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، موت مومن کا تحفہ ہے موت اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا وسیلہ ہے، انبیاء کرام جو اس زمین پر اللہ کے محبوب بندے تھے نے بھی موت کا ذائقہ چکھا اور ابدی نیند سو گئے۔

ہمارا بھی یہی راستہ ہے نیک مشن کے لئے قربان ہونا سعادت ہے لیکن کچھ لوگوں کی وفات سے جو خلا پیدا ہوتا ہے وہ مدتوں پورا نہیں ہوتا کچھ اشخاص کی زندگی اور موت سے درس لیا جاتا ہے اور آئندہ لوگوں کے لئے مشعل راہ ہوتے ہیں، لوگ ان کے نقش قدم پر چل کر رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

چند دن قبل ہمارے پیارے ساتھی، داعی حق اور شریف النفس انسان کی وفات کی اطلاع ملی جسے سن کر یقین نہیں آرہا تھا، ابھی تک ہمارے کانوں میں ان کی آواز ہے، وہ اپنا کام ادھورا چھوڑ کر گئے، ان کے مشورے ابھی تک مکمل نہیں ہوئے تھے، ان کی وفات پر ہمیں صدمہ ہوا۔

وہ سلیم الفطرت انسان

مولوی سید محمد حقانی کے دو مشہور القاب تھے جو دوران جہاد ان کو ملے تھے جن میں ایک سلیم اور دوسرا شریف، ان کا تخلص حقانی تھا کیونکہ وہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل تھے۔

مولوی سید محمد حقانی سلیم الفطرت انسان تھے وہ حادثات، واقعات، نقصان اور پریشانی کے وقت بھی حوصلہ رکھتے تھے، انتہائی پریشان کن صورتحال کے وقت بھی وہ ثابت قدم رہتے تھے وہ ساتھیوں کو حوصلہ دیتے تھے وہ گھمبیر حالات میں بھی بڑی سنجیدگی اور حوصلے کے ساتھ قوت فیصلے کی بھرپور صلاحیت رکھتے تھے وہ حکمت اور تدبر کے ساتھ فیصلے کرتے تھے۔

جھوٹ، فساد، لڑائی اور جھگڑا جیسے غلاظتوں سے ان کا دامن صاف تھا، وہ بہت باادب انسان تھے، بڑے ہوتے تھے یا چھوٹے، وہ شرافت کے ساتھ پیش آتے تھے وہ سلیم الفطرت انسان تھے ہر کسی کی قدر کرتے تھے۔

ان کا دوسرا لقب شریف تھا

وہ شرافت کا نمونہ تھے وہ حیادار انسان تھے فطرتاً نرم، راست باز اور دیانت دار انسان تھے۔ حیا اور رحمدلی ان کی خاص شان تھی، کھانے پینے کے وقت، حضر و سفر میں، نشست و برخاست میں، بات سننے اور سنانے کے وقت پتہ چلتا تھا کہ وہ شریف النفس انسان ہے، وہ معاملہ فہم انسان تھے اور سوجھ بوجھ رکھتے تھے، وہ تکبر اور ریا سے بہت دور تھے۔

حقانی ان کا تخلص تھا

حقانی مرحوم حق پرست رہنما تھے وہ حق بولتے تھے، حق سنتے تھے، حق کے قائل تھے وہ راہ حق پر چلتے تھے حق پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے تھے، فریقین کے درمیان فیصلہ کرنے کے وقت جو فریق بھی حق بجانب ہوتا اس کے حق میں فیصلہ کرتے تھے وہ مرتے دم تک راہ حق پر چلتے رہیں۔

مولوی سید محمد حقانی تنازعات اور اختلافات کے مخالف تھے وہ ان تمام امور کی مخالفت کرتے تھے جن سے اختلاف پیدا ہوتا تھا وہ اپنے بھائیوں کے درمیان، اپنے ساتھیوں، رشتہ داروں اور عام مسلمانوں کے درمیان مسائل کو افہام و تفہیم سے حل کرنے، عفو و درگزر، حوصلہ اور ایک دوسرے کے احترام کے قائل تھے۔

جب کسی کے درمیان اختلاف پیدا ہوتا تھا تو وہ پہلے ٹیلیفون کے ذریعے اس کو حل کرنے کی کوشش کرتے تھے پھر جا کر ان سے ملتے اور انہیں اختلاف ختم کرنے

پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے تھے وہ علماء کے تعاون اور سمجھدار لوگوں کی مشاورت سے ان کے درمیان اختلافات ختم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ وہ جہادی گروپوں کے درمیان اختلاف اور مسائل حل کرنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے وہ اس حوالے سے ہمیشہ انتہائی متحرک رہے انہوں نے کبھی غفلت کا مظاہرہ نہیں کیا وہ امارت اسلامیہ کی صف میں اختلافات کے بہت سخت مخالف تھے وہ ناراض ساتھیوں کو منانے کی کوشش کرتے تھے مایوس لوگوں کو دوبارہ خدمت کا موقع فراہم کرتے تھے وہ نہایت مخلص انسان تھے۔

وہ مجاہدین کا بہت خیال رکھتے تھے وہ ہر مجاہد کی قدر کرتے تھے بڑوں کی عزت کرتے تھے اور ان کے لئے ہر قسم قربانی دینے کے لئے تیار تھے۔

وہ علماء کرام اور مشائخ کا احترام کرتے تھے، وہ ادب اور اخلاق کے ساتھ ان کے سامنے پیش ہوتے تھے نرم لہجے میں بات کرتے تھے وہ بڑے غور سے بات سنتے تھے۔

وہ ہر ساتھی کا احترام کرتے تھے ان کی حیثیت سے بڑھ کر قدر کرتے تھے ان کا رویہ مشفقانہ تھا وہ ایک شفیق اور مہربان رہنما تھے، وہ سنگین اور سنجیدہ انسان تھے سنجیدہ لوگوں کو پسند کرتے تھے ان کے عمل اور گفتار میں کوئی فرق نہیں تھا۔

وہ امارت اسلامیہ کے اعلامیہ اور رسمی خبروں میں ایسے الفاظ استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتے تھے جن سے جانب مقابل کی توہین یا تضحیک ہوتی تھی وہ ہمیشہ کوشش کرتے تھے کہ امارت اسلامیہ کا موقف اور پالیسی آبرومندانہ ہو وہ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے بھی دشمن تھے ان کے بارے میں کبھی بھی انہوں نے توہین آمیز رویہ اختیار نہیں کیا۔

انہوں نے گزشتہ سال مجھے کہا کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنی زندگی سنت کے مطابق گزاروں میں نے مطالعہ شروع کیا ہے ان حدیثوں کو جمع کر رہا ہوں جس میں 24 گھنٹے زندگی گزارنے کے رہنما اصول ہیں میری کوشش ہے کہ خود بھی سنت کی پابندی کروں اور دیگر مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے بھی ان احادیث کا مجموعہ تیار کر رہا ہوں اس وقت ان کے جمع کردہ احادیث کی تعداد 47 تک پہنچی تھی۔

وہ بیت المال کے ساتھ بہت محتاط، جہادی امور میں حریص تھے اور نظم وضبط پر زور دیتے تھے۔

وہ ساتھیوں کی دلجوئی کرتے تھے کوئی بات سنی بھی ہو جب ساتھی انہیں دوبارہ سناتے تھے تو وہ بڑے غور سے سنتے تھے، ان سے سوال کرتے تھے اور بڑے تعجب کرتے تھے جیسے وہ پہلی بار سن رہے تھے۔

وہ لوگوں سے فراخ دلی اور مسکراہٹ کے ساتھ ملنے کے عادی تھے وہ ساتھیوں کی ذاتی زندگی کے بارے میں بھی پوچھتے تھے ان سے آگاہی حاصل کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ ساتھیوں کی زندگی اچھی ہو۔

وہ مریضوں کی عیادت کرتے تھے، ساتھیوں کی خبر لیتے تھے مصیبت کے وقت ساتھیوں کی ہر ممکن مدد کرنے کی کوشش کرتے تھے نصیحت، صبر اور استقامت کی تلقین کرتے تھے۔

حقانی صاحب ایک مشفق بھائی کی طرح ہوتے تھے وہ موجود ہوتے تھے تو ساتھی بہت مطمئن ہوتے تھے تمام ساتھیوں کا ان پر بڑا اعتماد تھا۔

وہ بہت حساس تھے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے تھے وہ صاحب الفکر تھے وہ پیچیدہ مسائل کا خوب حل تلاش کرتے تھے وہ مجالس میں ہر کسی کی رائے بڑے غور سے سنتے تھے اچھی رائے قبول کرتے تھے اور جس رائے سے اتفاق نہیں کرتے تو مدلل انداز میں ان کا جواب دیکر اطمینان دیتے تھے۔

حقانی صاحب کی وفات نے اللہ تعالی سے وصال کا راستہ ہموار کیا انشاء اللہ لیکن ان کے اہل خانہ، دوستوں، بھائیوں اور تمام متعلقین کے لئے عملی درس دیا کہ جو بھی ان کے نقش قدم پر چل کر ثابت قدم رہے گا وہ بھی کامیاب رہے گا اور ان کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا، ہم سب کا راستہ یہی ہے ان کی طرح ہم بھی کوشش کریں کہ کوئی ہم سے ناراض نہ ہو کسی کی دل آزاری نہ کی ہو اور تمام ساتھی آفسردہ وہ ہو۔

اللهم اغفره وارحمه ولا تعذبه، وتجاوز عنه وادخله الجنة النعيم

ونسئلك صبراً جميلا واجراً جزيلاً وصلى الله تعالى على خير خلقه

محمد وآله واصحابه اجمعين يارب العلمين

جہاد میں علماء، لکھاریوں اور شعراء کا مثالی کردار

سید سعید

اصلاح معاشرہ اور جہادی تحریک میں علمائے کرام، قلم کار اور شعراء کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ کیوں کہ وہ کتاب، زبان اور قلم کے ذریعے جو خدمات انجام دے رہے ہیں، اس سے صدیوں تک لوگ استفادہ کر سکتے ہیں۔ جس طرح ایک مجاہد تلوار کے ذریعے اپنے دین، ملک اور ملی اقدار کے تحفظ کے لیے کردار ادا کرتا ہے، اسی طرح علمائے کرام، کالم نگار اور شعراء بھی قلم اور زبان کے ذریعے امت مسلمہ کو فکری یلغار، عقیدے سے انحراف، الحاد کی جانب میلان اور نظریاتی اختلاط سے بچانے کے لیے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

چار دہائی قبل ہمارے معاشرے میں علماء کا کردار مسجد اور محراب تک محدود تھا۔ وہ دنیا اور دین کے سیاسی و اجتماعی نظام سے ناواقف تھے، تاہم وہ اس وقت بھی انفرادی حیثیت سے معاشرے کی اخلاقی و روحانی ترقی و سربلندی کے لیے اہم کردار ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ عوام کی درست سمت میں رہنمائی کی ہے۔ معاشرے کی روحانی سربلندی درحقیقت روحانی قوتوں کی مرہون منت ہوتی ہے۔ کمیونزم کی نفرت آمیز پالیسیوں کے ظہور اور ثور انقلاب کے بعد علمائے کرام نے اپنی اجتماعی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے روسی جارحیت کے خلاف جہاد میں کلیدی کردار ادا کیا۔ شروفساد اور امریکی یلغار کے خلاف جاری مزاحمت کے دوران علمائے کرام اور اہل قلم نے اپنا بھرپور حصہ شامل کیا۔ شروفساد اور امریکی یلغار کے دوران علمائے کرام، کالم نگاروں اور شعراء نے اپنی کوششوں سے عوام کو سمجھایا کہ ملک، عزت اور ملی اقدار پر استعماری قوتوں نے یلغار کی ہے، جس کے خلاف مزاحمت کرنے کی ضرورت ہے اور مجاہدین کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرنا ہوگا۔ روسی جارحیت کے خلاف جہاد، شروفساد کے خلاف قیام اور امریکی یلغار کے خلاف مزاحمت اور جدوجہد میں علمائے کرام، قلم کاروں اور انقلابی شعراء نے نہ صرف عوام کو جہاد کی دعوت دی، بلکہ خود بھی عملی جہاد میں حصہ لیا ہے۔ شہید ہوئے اور قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ماضی کے مقابلے میں علمائے کرام اب مختلف محاذوں پر سرگرم اور مصروف عمل ہیں، جس کے مستقبل میں معاشرے پر مثبت اثرات پڑیں گے۔

امت مسلمہ کو مغرب کی یلغار سے محفوظ رکھنے اور مقدس دین کی دفاع کے لیے اپنے تعلیمی نصاب میں تبدیلی، ذاتی اور معاشرتی زندگیوں میں مثبت تبدیلی لانا ناگزیر ہے۔ مثلاً: ہر مسلمان خصوصاً علمائے کرام اور قلم کار حضرات ہماری معاشرتی خرابیوں، جیسے آپس کی دشمنیاں، حسد اور چغل خوری کے خلاف تقریر و تحریر کے ذریعے جدوجہد کریں، تاکہ دنیا میں بھی ہمیں سکون میسر ہو اور روز محشر بھی عذاب سے نجات ملے۔ علمائے کرام اور کالم نگار اس قرآنی ارشاد ”ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ و الموعظۃ الحسنۃ“ کی روشنی میں دعوت عام چلائیں۔ دشمن اور اس کے حواریوں کو سمجھائیں۔ ہمارا پروگرام حق ہے۔ دلوں پر جلدی اور مثبت اثر پڑے گا۔ طالب علموں کو بھی سمجھانے کی ضرورت ہے کہ مجاہدین دشمن کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ دشمن کے مقابلے کے لیے تمام لازمی امور سے آگہی وقت کی ضرورت ہے۔ وقت کو محفلوں، مباحثوں اور مذاق میں ضائع کرنے سے منع کریں۔ دشمن کی سازشوں سے ہوشیار رہنے کا وقت ہے۔ ان کی چالوں کو ناکام بنانے کے لیے صلاحیتیں بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔ علم اور مہارت حاصل کرنا، والدین اور معاشرے کی خدمت کرنا، جہاد، عبادت، تعلیم، تجارت، صنعت اور مختلف اصلاحی و فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا وقت کا تقاضا ہے۔ اس لیے قیمتی وقت ضائع کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ نئی نسل کے تعلیم یافتہ لوگوں (علماء، شعراء اور کالم نگاروں) سے دین اور ملک کی بہترین خدمت لینے کے لیے تعلیمی نصاب کو وقت کی ضرورتوں کے مطابق تشکیل دینا چاہیے۔ جمہوریت اور گلوبلائزیشن کی خامیوں سے معاشرے کو آگاہ کرنا چاہیے۔ اسلام کے سیاسی نظام کے فوائد اور ثمرات، معاشرے کی اصلاح، انفرادی اور اجتماعی امور کی نگرانی اور تحفظ، سابقہ و موجودہ قوانین اور نظام کے ہر پہلو سے جائزہ لینے اور آسان اسلوب کے ساتھ ان کی تشریح کرنی چاہیے۔

کمیونزم اور کیپٹل ازم کے افراط و تفریط، اسلام کے اقتصادی نظام اور موجودہ دور میں اسلامی بینکاری نظام کی کامیابی اور سہولت سے تقریر و تحریر کے ذریعے عوام کو آگاہ کرنا چاہیے۔ لکھاری، علمائے کرام اور شعراء اجتماعی اور جہادی محاذوں پر مثبت کردار ادا کرنے کے لیے ملک کے اندر اور باہر علمی فورمز، کانفرنسوں، سیمینارز اور ورکشاپس کے انعقاد کا سلسلہ شروع کریں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ نوجوان نسل اور طلباء کو مغرب کی فکری یلغار سے بچایا جا سکتا ہے۔ وہ مستقبل میں بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مغربی تہذیبی یلغار کے خلاف تقریر و تحریر کے ذریعے مقابلہ کرنے کے لیے میدان عمل میں نکلنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں گے۔

جہاد اور منبر کے درمیان ہم آہنگی

ایم محمد

جس طرح انسان کا جسم مختلف اجزاء سے مرکب ہے، اسی طرح دین اسلام کے بھی مختلف شعبے ہیں۔ جس طرح انسانی جسم کے ہر حصے کی الگ خصوصیت ہے۔ آنکھ سے دیکھنا، ہاتھ سے پکڑنا، پاؤں سے چلنا، زبان سے بولنا وغیرہ۔ مکمل جسم والا انسان زندگی کی مشکلات کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اسی طرح اسلام تب کامل ہوتا ہے، جب اس کے تمام شعبے فعال اور ان کے درمیان ہم آہنگی ہو۔ اگرچہ بظاہر ان تمام شعبوں کا کام الگ الگ ہے، لیکن درحقیقت یہ تمام شعبے ایک ہی مقصد کے لیے ہیں۔ وہ مقصد تب حاصل کیا جا سکتا ہے، جب دین کے تمام شعبوں کے درمیان ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگی ہو۔ قران پاک کی اس آیت "وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین" کا اشارہ بھی اسی طرف ہے۔ کیوں کہ ایک مسلمان اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہو سکتا، جب تک وہ مکمل طور پر مسلمان نہ ہو۔ کامل مسلمان وہ ہے، جو دین کے تمام شعبوں کو حق سمجھے اور اپنی بساط کے مطابق ہر شعبے میں خدمت کرنے کی کوشش کریں۔

دین کے تمام شعبوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق ہے۔ کچھ شعبوں کا دیگر شعبوں کے ساتھ خصوصی تعلق ہے۔ ایسا تعلق کہ ایک دوسرے کی بقا کا ضامن ہے۔ ان میں سے جو شعبہ بھی دوسرے شعبے سے قطع تعلق کرے تو دوسرا شعبہ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ اگرچہ جہاد اسلام کے تمام شعبوں کا محافظ اور مسلمانوں کی سربلندی کا راز اس میں مضمر ہے، لیکن تمام شعبوں میں اس کا تعلق محراب و منبر کے ساتھ زیادہ ہے۔ ایسا تعلق جیسا کہ جسم میں دماغ اور دل کا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے یہود، نصاریٰ اور دنیا کی دیگر طاغوتی قوتوں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ محراب اور مورچے کے درمیان رشتہ اور تعلق ختم کر کے ان دونوں کو الگ کر دیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ایک کو مفلوج کرنے سے دوسرا بھی ناکارہ اور غیر فعال ہو کر رہ جاتا ہے۔ جس طرح منبر قرآن پاک، احادیث مقدسہ، دینی کتابوں کی تدریس، احکام الٰہیہ، فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کے بیان اور لوگوں کو سمجھانے کے لیے اہم کردار ادا کرتا ہے، جہاد کی طرف نوجوانوں کو راغب کرنے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ان میں جذبہ پیدا کرنے کا رول ادا کرتا ہے۔ اسی طرح جہاد کے ذریعے منبر اور تمام احکام الٰہیہ کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔ منبر کی بقا اس میں ہے کہ جہاد کی حفاظت کی جائے۔ اور جہاد کی بقا اس میں ہے کہ تمام مسائل محراب اور منبر سے حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسلام کے دل و دماغ کے درمیان تعلق کو قائم رکھیں۔ اگر اس تعلق کو کمزور کر دیا تو اسلام بھی مفلوج ہو کر رہ جائے گا۔ ممبر سے مسلمانوں کو سمجھانے کا کام لیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو دینی تعلیمات سے آراستہ کرنے کے لیے اہم درس گاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ علمائے کرام اسی منبر کے ذریعے امت مسلمہ کی وحدت کے لیے کردار ادا کر سکتے ہیں۔

محراب اور جہاد کے اتحاد کے لیے سب سے اہم امر عصبیت کا خاتمہ کرنا ہے، تاکہ امت علاقائیت، نسل، رنگ، زبان، ملک، قوم اور حسب و نسب کی بنیاد پر تقسیم نہ ہوں۔ اگر کسی فرد یا گروہ کی تقریر، تحریر یا

عمل سے عصبیت کی بدبو آئی تو فوری طور اس کے خلاف ایکشن لینا چاہیے۔ کیوں کہ ایک انسان کے انتشار سے بھی بہت نقصان ہوتا ہے۔ ایک شخص اٹھ کر بڑا فتنہ برپا کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو عصبیت کے نام پر تقسیم کرنے کی سازشوں کو ناکام بنانے اور اتحاد امت کے لیے کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے۔ عصبیت اور قومیت امت مسلمہ کی وحدت کے لیے زہر قاتل ہے۔ عصبیت کی وجہ سے انسان کی سوچ محدود ہو جاتی ہے۔ ذہن مفلوج ہو جاتا ہے۔ جہاں عصبیت پروان چڑھے گی، وہاں اتحاد ممکن نہیں۔ عصبیت کی سوچ کو ختم کیے بغیر امت مسلمہ کی وحدت کی تمنا کرنا محض ایک خواب ہوگا۔ اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصبیت کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلیم نے فرمایا: "وہ ہم میں سے نہیں، جو عصبیت کی طرف بلائے۔ وہ ہم میں سے نہیں، جو عصبیت کی بنیاد پر لڑے۔ وہ ہم میں سے نہیں، جو تعصب پر مرے۔ جو شخص عصبیت کے نام پر مرا، وہ جہالت کی موت مرا۔"

اتحاد ہی میں کامیابی کا راز مضمر ہے:

اتحاد زندگی ہے۔ اختلاف موت ہے۔ اتحاد ترقی کی بنیادی شرط ہے۔ اختلاف بربادی ہے۔ اگر ہم متحد ہوگئے تو دنیا میں تمام مشکلات کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ تاریخ کا سب سے بڑا سبق ہے، لیکن بد قسمتی سے ہم مسلمانوں نے یہ سبق بھلا دیا ہے۔ اس وقت دنیا میں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت امت میں انتشار پیدا کرنے اور علماء سے بدظن کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ کیوں کہ اسلام دشمن قوتیں کئی تجربات کے بعد اس نتیجے پر پہنچی ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں میں شوق شہادت اور جذبہ جہاد پیدا کرنے میں محراب و منبر کا بڑا عمل دخل ہے۔ اس لیے ان کی بھرپور کوشش ہے کہ عام مسلمانوں اور مجاہدین کا رابطہ علماء سے کاٹ دیں۔ ایک دوسرے سے بدظن کر دیں۔ کبھی جاسوس ادارے منبر و محراب میں بم نصب کرتے ہیں، تاکہ پیش امام اور نمازی حضرات اس کا نشانہ بنیں۔ پھر اس کا الزام مجاہدین پر لگائیں۔ کبھی کبھار بازاروں میں، مارکیٹوں میں اور پبلک مقامات پر بم دھماکے کرتے ہیں۔ پھر مجاہدین کو بدنام کرنے کے لیے انہیں اس عمل کے ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ یہ تمام منصوبے اس لیے بنائے جاتے ہیں، تاکہ محراب، امت اور مجاہدین کا ایک دوسرے سے رابطہ کاٹ دیں۔

اگر اندلس کی تاریخ پر نظر ڈالیں کہ جب "ازابیلا اور فرڈی ننڈ" کے ساتھیوں نے محراب اور جہاد کے درمیان رابطہ کاٹ دیا تو بہت جلد غرناطہ، اشبیلیہ اور قرطبہ کو مسلمانوں کے قبضے سے چھڑا لیا گیا۔ جب جہادی تحریک ناکامی سے دوچار ہوئی تو محراب و منبر بھی ایسے رہ گئے کہ پھر کسی نے اذان کی آواز بھی نہیں سنی۔ قریب زمانہ میں ہمارے قریب ماوراء النہر، سمرقند، بخارا، ترمذ اور دیگر علاقوں میں دین کے سب سے بڑے ادارے قائم تھے، لیکن اس وقت اسلام کا خاتمہ کیا گیا، جب محراب اور جہاد کے درمیان رابطہ کاٹ دیا گیا۔ مجاہدین شہید ہوئے یا ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوئے۔ اس کے بعد منبر بھی خالی ہوا۔ پھر کسی نے حق کی صدا بلند ہوتے ہوئے نہیں سنی۔ یہی وجہ ہے اس وقت بھی یہی کوشش کی جا رہی ہے، تاکہ محراب اور جہاد کے درمیان رابطہ ختم کیا جا سکے۔ کچھ کرایہ دار لوگوں کو منبر پر کھڑا کر کے جہاد اور مجاہد کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔ انہیں دہشت گرد اور انتہاپسند قرار دیتے ہیں۔ ہمارے معصوم بچوں کے ذہنوں میں ہمارے آباء و اجداد کے قاتلوں کو ہمارے ہمدرد اور دوست ظاہر کرتے ہیں۔ اگر ہم نے جہاد کا فریضہ ترک کیا تو ہماری مساجد کی بھی وہی حالت ہوگی، جو آج اندلس، بخارا اور سمرقند کی ہے۔

• • •

جہاد بالقلم

تحریر: عابد

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی مختلف اقسام ہیں، جن میں سے ایک جہاد بالقلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قلم کو جو مقام اور اہمیت دی ہے، وہ اپنی جگہ مسلم ہے۔ آج کے دور میں میڈیا کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، جب کہ میڈیا دشمن کے پروپیگنڈے کا اہم ذریعہ ہے۔ موجودہ دور میں میڈیا لوگوں کی ذہن سازی میں بڑا کردار ادا کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے ہمارا دشمن ہمیشہ اسی مورچے سے ہم پر حملے کر رہا ہے۔ وہ مسلمانوں بالخصوص مجاہدین کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈا کرتا ہے۔ مجاہدین کو بدنام کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ میڈیا اس کا اہم ذریعہ ہے۔ اس لیے دشمن کے خلاف یہی مورچہ استعمال کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ دشمن کے پروپیگنڈے کا موثر جواب بھی اسی محاذ پر دیا جا سکتا ہے۔ آج کے دور میں قلم کا اطلاق ہر اس طریقے پر ہوتا ہے جو استعماری ذہنیت کی جانب سے خواندگی کی راہ میں جدید آلات سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح میڈیا کے میدان میں بھی ان تمام اقدامات کو اٹھانا، در حقیقت جہاد بالقلم ہے۔ جس کے اثرات موثر ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، بلکہ جہاد بالقلم کو سب سے اہم قرار دیا جائے۔ کیوں کہ اس کی اہمیت، ضرورت اور اثرات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر ہماری تحریر میں دلائل کا وزن کم ہو تو اس کے مثبت اثرات بھی کم ہوں گے۔ کیوں کہ لوگ اسے نہیں پڑھیں گے۔ اس بات کا ادراک بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے۔ دشمن کے خلاف ان تمام ذرائع کو استعمال کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہیے، جس سے دشمن کا نقصان ہو سکتا ہے۔

دشمن کے خلاف میڈیا کا ہتھیار استعمال کرنا وقت کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ موجودہ دور میڈیا کی اہمیت مسلمہ ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ملک بھر میں طالبان کی پیش رفت نے دشمن کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ جب دشمن کو جنگ کے میدان میں شکست سے دوچار کیا تو اس نے میڈیا کو موثر ہتھیار کے طور پر مجاہدین کے خلاف استعمال کیا۔ صحافت کے تمام اصولوں کو پامال کرکے مجاہدین کو بدنام کرنے کے لیے الزامات کا سہارا لیا۔ پروپیگنڈے کا طوفان برپا کیا۔ جب طالبان نے قندوز شہر پر تاریخی فتح حاصل کرکے دشمن کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا تو مخالفین نے بھی اپنی شکست کا اعتراف کیا، لیکن اس دوران چند نام نہاد میڈیا چینلوں نے تمام صحافتی اصولوں کو پامال کرتے ہوئے واضح جانب داری کا مظاہرہ کیا۔ مجاہدین کی دشمنی مول لیتے ہوئے دشمن کی صف میں کھڑے ہوگئے، جن میں "طلوع" اور "یک" ٹی وی چینلوں نے پروپیگنڈے کا طوفان برپا کیا۔ مجاہدین کا میڈیا ٹرائل کیا گیا۔ مغربی میڈیا نے بھی صحافتی اصولوں کو روندتے ہوئے کابل کے نام نہاد میڈیا کا بھرپور ساتھ دیا۔ مجاہدین کو بدنام کرنے کے لیے ایسے الزامات عائد کیے گئے، جنہیں سچ ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جا سکا۔ اس وقت دشمن نے پروپیگنڈے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ غیر مصدقہ اطلاعات اور رپورٹس شائع کرتے رہے۔ دنیا بھی خاموش تھی۔ بین الاقوامی میڈیا کی آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔ ان تمام تر زیادتیوں کے بعد مجاہدین مجبور ہوئے اور چند نام نہاد میڈیا گروپس کو فوجی لسٹ میں شامل کرنے کا اعلان کیا۔

جن لوگوں کے ذہن صاف تھے اور میڈیا کے پروپیگنڈے سے لاعلم تھے، وہ شاید طالبان کے اعلان پر تشویش کا اظہار کر رہے ہیں۔ دشمن کے پروپیگنڈے کا موثر جواب قلم کے ذریعے دینا جہاد بالقلم ہے۔ ایسے موقع پر قلم کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ دشمن کو بے نقاب کرنے اور اس کے پروپیگنڈے کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے قلم کا ہتھیار استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ قلم ہی کے ذریعے اپنے موقف کا دفاع کیا جا سکتا ہے۔ آیئے! ہم اپنے میڈیا کا جائزہ لیں اور غیر جانب دار ہو کر ایک ثالث کی نظر سے دیکھیں۔ ہماری کوتاہی اور کمزوری کا ہمیں اتنا پتا نہیں، جیسے غیر جانب دار لوگوں کو ہے۔ ہم اپنے میڈیا کے مثبت اثرات کو اپنی کامیابی قرار دیتے ہیں، لیکن شاید ان کی نظر میں کامیابی کا راز کچھ اور ہو۔ شاید وہ سمجھتے ہوں کہ ہمارے میڈیا سے وابستہ بہت سارے لوگ رضاکار مجاہدین اور ان کے معاونین ہیں۔ ہمیں چاہیے اپنے جرائد و رسائل اور ان کے مثبت اثرات کا جائزہ لیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ دیگر برقی آلات نے زیادہ اثر نہیں کیا ہے۔ جرائد کی اہمیت ختم نہیں ہوئی ہے۔ کیوں کہ چھاپنے والے اخبارات اور جرائد کے قارئین کی بہت بڑی تعداد اب بھی موجود ہے۔ ذرائع ابلاغ کے جدید وسائل اور برقی آلات کی دستیابی کے باوجود پرنٹ میڈیا کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

آج کے دور میں میڈیا کے ہتھیار کو جہاد کے میدان میں استعمال کرنے کے دو فوائد ہیں۔ پہلا یہ کہ اس کے ذریعے ہم حق کی دعوت کا پیغام عام کریں گے۔ دوسرا یہ کہ اس کے ذریعے ہم دشمن کے پروپیگنڈے کا موثر جواب دے سکتے ہیں۔ مخالف قوتیں میڈیا کے ذریعے ہم پر براہ راست بھی حملہ آور ہیں۔ ہمارے متعلق عام ذہنیت کو تبدیل کرنے کے لیے بھی متحرک ہیں۔ ہم ان دونوں امور پر گہری نظر رکھتے ہوئے اپنے میڈیا کے مثبت اثرات کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ تب ہمیں معلوم ہوگا کہ میڈیا کے محاذ پر ہم نے کتنی کامیابی حاصل کی ہے؟ برقی، انتہائی اور چھاپنے والے تمام ذرائع ابلاغ کا جائزہ لیا جائے۔ اگر ہم صرف اس پر اکتفا کریں گے، ہم جس کی کامیابی کا دعویٰ کرتے ہیں تو شاید ہم غلطی پر ہوں گے، بلکہ سب سے اہم نکتہ وہ ہے، جو ہمارے دیگر لوگ ہماری کامیابی یا کوتاہی کا تذکرہ کرتے ہیں، جس کا ادراک کرنے کے بعد اس پر سنجیدہ اور قابل عمل گفتگو ہونی چاہیے۔

حکومت تنزلی کا شکار ہے

سرمل ضیاء

کابل میں جان کیری کی جانب سے بنائی گئی حکومت تاریخ میں اپنے طرز کی واحد حکومت ہے۔ ملکی تاریخ میں کبھی ایسا ہوا، نہ ہو گا کہ علی الاعلان بیرونی جارح قوتوں کی جانب سے ایک حکومت تشکیل دی جائے۔ وہ بھی اس قدر مضحکہ خیز کہ ایک حکومت کے دو سربراہ متعین کر دیے جائیں۔ ان کا مسئلہ جارحیت پسندوں کے مشورے سے حل ہو گا۔ غیر مشروط طریقے سے بغیر پڑھے اور دیکھے ملک کی نیلامی کے معاہدے پر دستخط کریں گے اور اس طرح کی مزید باتیں!

درحقیقت جارحیت پسند چاہتے ہیں مجاہدین کی راہ میں ایک رکاوٹ موجود رہے، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ لہٰذا اسی مقصد کی خاطر قومی یکجہتی کے نام پر سابقہ جنگجو کمانڈروں، شر پسند گروہوں، خلق و پرچم کے کمیونسٹ، مغربی جمہوریے اور سیکولروں کو جمع کیا گیا۔ مگر اللہ تعالی جل جلالہ نے ان کا مکر و فریب ناکام کر دیا۔ قانونی طور پر صحیح حکومت تشکیل دی گئی نہ امن وامان کنٹرول ہوا۔ نہ غیر ملکی اڈے محفوظ رہ سکے، عوام اور حکومت کے درمیان فاصلہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ ۔ اسی طرح بہت سی ایسی مثالیں ہیں، جو قومی حکومت کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان میں سے چند آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں:

1۔ داخلی اختلافات:

قومی یکجہتی کے عنوان سے بننے والی حکومت کا سب سے بڑا مسئلہ داخلی اختلافات ہیں۔ چوں کہ یہ نظام دو شخصیات کے درمیان برابر تقسیم کیا گیا ہے، اس لیے دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک بھی دوسرے کی مرضی کے ساتھ کوئی حتمی فیصلہ نہیں کر پاتا۔ قومی حکومت کے دونوں رہنما اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اختیارات کس طرح مساوی تقسیم کیے جائیں؟ اپنا حصہ کس طرح پورا حاصل کریں؟ ان میں سے ہر ایک کے لیے اپنے گروپ کے ارکان کو راضی رکھنا اور ان کے اور اپنے مفادات حاصل کرنا انتہائی اہم ہے۔ ان کی کوشش ہے کہ اپنے گروپ کے لوگوں کو خوش رکھیں، تاکہ آئندہ بھی یہ لوگ ان کے حامی رہیں۔ حکومت میں سربراہان مملکت سے لے کر ادنی طبقے کے ملازمین تک، سب دو حصوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ ہر محکمہ اور دفتر دو حصوں میں تقسیم ہے۔ سب اپنے اپنے گروپ مضبوط کرنے اور اپنے مفادات حاصل کرنے کے لیے سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ اس چھینا جھپٹی میں عوام کے مفادات یا ان کے حقوق کا کسی کو خیال بھی نہیں آتا۔ پھر یہ لوگ عوام کی حمایت کیسے حاصل کر پائیں گے؟ کس طرح ایک مضبوط قانونی اور آئینی حکومت قائم ہو گی؟ مختلف امور کی انجام دہی کے لیے ایک دوسرے کا تعاون کیسے حاصل کریں گے؟ سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ سلسلہ کب تک اسی طرح جاری رہے گا؟

2۔ بدامنی:

ملک کے طول وعرض میں دن بدن بدامنی بڑھ رہی ہے۔ خصوصاً وہ علاقے، جو کابل انتظامیہ کے زیر کنٹرول ہیں۔ ان علاقوں میں بدامنی کا باعث بھی کابل انتظامیہ کے حکام ہیں۔ ان حکام نے اپنے اپنے علاقوں میں اپنی قوت اور اقتدار کی مضبوطی، زمینوں پر قبضے، دولت کی لوٹ مار، ذاتی اور قبائلی جنگوں میں کامیابی کے لیے علاقے کے اوباش، قاتل، چور اور نشئی جوانوں کے لشکر بنا دیے ہیں۔ ان مسلح گروہوں نے انسانوں کی زندگی اجیرن کر ڈالی ہے۔ یہ لوگ عزت وناموس، انسانی احترام، انسانی خدمت یا کسی بھی نیک جذبے سے یکسر عاری ہیں۔ یہی وجہ ہے حال میں جتنے بھی علاقے مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوئے ہیں، وہاں لوگ مجاہدین کی آمد اور اس ظالم انتظامیہ سے نجات حاصل کرنے پر بہت خوش ہیں۔ کیوں کہ ان حکومتی لشکروں کی موجودگی میں ان کی جان، مال اور عزت کچھ بھی محفوظ نہیں تھا۔ اسی طرح جن علاقوں میں دشمن کی چیک پوسٹس یا مراکز موجود ہیں، وہاں جنگ کا باعث خود اس کے اہل کار ہیں۔ اسی طرح جس علاقے میں مجاہدین اور کابل انتظامیہ کی فوج کے درمیان جنگ لڑی جا رہی ہو، حکومتی فوجی قصداً لوگوں کے گھروں اور جائیدادوں کو نشانہ بناتے ہیں اور اندھا دھند مارٹر کے گولے برساتے ہیں۔

3۔ غیر مکمل کابینہ:

قومی یکجہتی کی بنیاد پر قائم حکومت کو بنے ڈیڑھ سال ہو چکا ہے، مگر اب تک اپنی کابینہ مکمل کرنے میں انہیں کامیابی نہیں ملی۔ وزارت دفاع، سکیورٹی ادارے اور دیگر اہم محکموں کے ساتھ ساتھ بہت سے صوبے سربراہوں اور سرپرستوں کے ذریعے چلائے جاتے ہیں، مگر اب تک ان اہم ترین محکموں پر اہل لوگوں کی تقرری نہیں کی گئی، جس کی وجہ دونوں حکمرانوں کی آراء کا اختلاف ہے۔ حال ہی میں کابل انتظامیہ کو ایک نئی رسوائی کا سامنا ہوا۔ جس سے ان کے درمیان اختلاف بڑھ گئے، جس کی وجہ سے افغان انٹیلی جنس سکیورٹی کونسل کے سربراہ مستعفی ہو گئے۔ ان کی جگہ نئے سرپرست کا تعین کیا گیا۔ اس پر بھی اب تک مخالفتیں اور کشمکش جاری ہے۔ ان محکموں کی طویل عرصے تک بدنظمی نے کابل انتظامیہ اور عوام کے درمیان فاصلے بڑھا دیے ہیں۔ ان پر سے لوگوں کا اعتماد مکمل طور پر ختم ہو رہا ہے۔

5۔ بیروزگاری کا مسئلہ:

چوں کہ سب کچھ یوں ہی تباہ ہوتا جا رہا ہے اور صحیح جانب کوئی اقدام ہوتا نظر نہیں آ رہا، اس لیے ان حالات کا سب سے بڑا نقصان عوام کو ہو رہا ہے۔ ملک میں بیروزگاری کی سطح دن بدن بڑھ رہی ہے۔ عوام کی اقتصادی حالت پہلے بھی اچھی نہیں تھی، اب دن بدن بڑھتی ہوئی مشکلات کا شکار ہے۔ عوام سے ہونے والے انتخابی وعدوں میں سے کوئی بھی پورا نہیں ہوا۔ دونوں مقابل امیدواروں نے وعدے کیے تھے کہ وہ امن قائم کریں گے۔ عوام کی اقتصادی حالت درست کریں گے۔ کام اس کے اہل لوگوں کو سپرد کیا جائے گا۔ کام کے لیے راہ ہموار کی جائے گی۔ افغانستان کو دنیا کا تجارتی مرکز بنائیں گے۔ ملک میں بڑے اور اجتماعی مفاد کے منصوبے شروع کریں گے۔ مگر یہ سب صرف عوام کو دھوکہ دینے کے لیے ہو رہا تھا۔ اس لیے عملی طور پر کچھ بھی ہوتا نظر نہیں آیا۔ دوسری بات یہ کہ اس قدر بڑے کام کرنے کے لیے کابل انتظامیہ کے پاس مطلوبہ اہلیت ہی نہیں ہے۔ کابل انتظامیہ کی ناکامی کی وجہ سے سرمایہ کار اس بات پر مجبور ہو گئے کہ ملک سے اپنا سرمایہ باہر منتقل کر دیں۔ یہاں اپنی صنعتیں ختم کر دیں۔ جب کہ یہی صنعتیں روزگار کا ماحول بنانے کے لیے بہت اہم سمجھی جاتی ہیں۔

8۔ ملک سے فرار:

حال ہی میں ملک سے بہت سے عام لوگوں نے نقل مکانی کی ہے۔ جس کی وجہ سے افغانستان دنیا کے دوسرے نمبر کا وہ ملک بن گیا ہے، جس کے شہری اپنے ملک میں امن اور اقتصاد نہ ہونے کی وجہ سے وطن چھوڑنے پر مجبور ہیں۔ ملک سے لوگوں کے انخلا کا تیز ترین سلسلہ متحدہ حکومت کے بعد شروع ہوا ہے۔ جب سے متحدہ حکومت غیر ملکی فرمائش پر بنی ہے، تب سے عوام کی امیدیں دم توڑ گئی ہیں۔ اسی لیے یہ لوگ ہجرت پر مجبور ہو گئے ہیں۔ دوسری یہ کہ وحدت ملی کی اس موجودہ حکومت میں صرف ان لوگوں کو حق دیا جاتا ہے، جو دونوں فریقین میں سے کسی ایک سے تعلق رکھتے ہوں۔ ملک کی خاموش اکثریت اس حق سے یکسر محروم کر دی گئی ہے۔ اسی طرح جو لوگ مجاہدین کی جانب سے عدالتی احتساب سے ڈر رہے ہیں، وہ بھی ملک چھوڑ رہے ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے مجاہدین کے خلاف جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ جارحیت پسندوں سے تعاون کیا ہے۔ یہ لوگ موجودہ نظام کے دوام پر یقین نہیں رکھتے۔

6۔ مہنگائی کا طوفان:

متحدہ حکومت ملک کے معدنی ذخائر سے فائدہ اٹھانے میں ناکام رہی ہے۔ بڑے پیمانے پر اجتماعی اور عوامی مفادات کے پروگرام شروع کیے جاتے، سرمایہ کاروں کی سرمایہ کاری کے لیے ماحول سازگار کیا جاتا، گذشتہ کی طرح بیرونی قوتوں سے مصارف اور تنخواہیں جمع کی جاتیں، جس سے فوجیوں کے لیے ملک کے اندر ہی تنخواہوں اور مصارف کی فراہمی کے لیے ذرائع مہیا ہوتے، مگر ان تمام تر اخراجات کے لیے ٹیکس میں اضافے کیے جا رہے ہیں۔ ٹیکسوں میں اضافے سے عوام کی مشکلات میں اور بھی اضافہ ہوگا اور غربت کی سطح مزید بڑھے گی۔

7۔ کرپشن:

امریکی جارحیت کے بعد ایسی حکومت بن گئی، جس میں کرپٹ لوگ ہیں۔ اس سے کرپشن کی ایسی بنیاد پڑی، جو اس حکومت کے وجود تک اس کے ساتھ لگی رہے گی۔ حکومتی حکام نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو ملک سے کرپشن کا خاتمہ کریں گے۔ لیکن ایسا کچھ نہ ہونے کی وجہ سے آج افغانستان کرپٹ ممالک کی فہرست میں پہلے نمبر پر ہے۔ اب پہلے کے مقابلے میں کرپشن کی سطح مزید بلند ہوئی ہے۔ حکام کی اکثریت کرپشن میں ملوث ہے۔ کرپٹ لوگوں کو مزید رعایتیں دی جاتی ہیں۔ زمینیں غصب کرنے کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

دہشت گرد درماندگی کا شکار ہیں

عابد منصور

افغان دہشت گرد آرمی کے خلاف مسلح کارروائی میں تیزی لانے کا وقت آگیا ہے۔ اسی تناظر میں امارت اسلامیہ کی جانب سے سفارتی سطح کے علاوہ جنگی محاذوں پر بھی مختلف طریقوں سے اسلحے کے درست استعمال کے حوالے سے حوصلہ افزا جوہر دکھائے جارہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں امارت کے رہنماؤں کی جانب سے یہ بیان منظر عام پر آیا تھا کہ "ہم نے دہشت گردی کے خاتمے کے لیے افغان فوج اور پولیس کی صفوں میں اپنے آدمی داخل کردیے ہیں، جو موقع پاتے ہی افغان آرمی کے نام نہاد دہشت گرد جتھے کے خلاف کارروائی رُوبہ عمل لاتے ہیں۔" افغان دہشت گردوں کی صفوں میں داخل کیے گئے مجاہدین کو "رابطہ اہل کار" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

دہشت گردوں کی صفوں میں موجود ان اہل کاروں کی وجہ سے امارت کو اپنی جنگی کارروائی کے عمل میں بہتری اور تیزی لانے کے حوالے سے کافی مدد مل رہی ہے۔ جس کی تازہ مثال افغان صوبے ہلمند کے ضلع خانشین میں 31 جنوری کو ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب میں افغانستان کے مقامی وقت کے مطابق رات چار بجے کے لگ بھگ 'مکتب' نامی علاقے میں واقع ایک دہشت گرد فوجی چوکی میں تعینات رابطہ اہل کار نے چیک پوسٹ کمانڈر 'قدرت خان' کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ رابطہ اہل کار فرار کے وسیع مواقع دستیاب ہونے کی وجہ سے چیک پوسٹ سے ایک عدد ہیوی مشین گن اور ایک کلاشن کوف لیے مجاہدین سے آملا۔

گزشتہ 13 سال کے طویل عرصے سے افغان دہشت گرد آرمی سمیت غیر ملکی فوجوں کی جانب سے ہلمند صوبے کو مجاہدین کے قبضے سے چھڑانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ انہی کوششوں میں سے ایک طویل کوشش برطانوی فوج کی جانب سے سنگین کے ضلع میں دیکھنے میں آئی تھی، جس کی بھاری قیمت ناکامی کے داغ اور برطانوی فوجوں کے کافی زیادہ جانی نقصان کی صورت میں ادا کی گئی تھی۔

جس طرح مجاہدین کی جانب سے یہ کوشش رہی ہے کہ ہلمند پر اپنا قبضہ مضبوط کیا جائے، اسی طرح غیر ملکی لڑاکا فوجوں کی کٹھ پتلی کا کردار ادا کرنے والے افغان دہشت گردوں کی بھی کوشش رہی ہے کہ ہلمند کو امارت کے قبضے میں جانے سے روکا جائے، لیکن امارت کے مقابلے میں دہشت گردوں کے مقامی اور غیر ملکی دونوں گروہوں کو کوئی قابلِ ذکر کامیابی حاصل نہیں ہو رہی۔ دسمبر 2016 میں ہلمند میں معروف کار دہشت گردوں کے سربراہ اور ہلمند صوبے کے ڈپٹی گورنر کے نام سے معروف 'محمد جان رسول یار' نے اپنے ایک بیان میں مقامی دہشت گردوں کی درماندگی اور مجاہدین کی فتح کے بارے میں کہا تھا کہ "صرف 2 روز کی شدید جھڑپوں میں صوبے کی سیکورٹی پر مامور دہشت گردوں (جنہیں وہ افغان آرمی کے نام سے پکار رہے تھے) میں سے 90 جنگ جو ہلاک ہو گئے ہیں۔" رسول یار نے اسی بیان میں دہشت گردی کی سرپرستی کرنے والے سیاسی ادارے کے سربراہ اشرف غنی سے اپیل کرتے ہوئے خبردار کیا تھا کہ "مدد نہ ملنے کی صورت میں ہلمند صوبہ جلد امارت اسلامیہ کے قبضے میں جاسکتا ہے۔ اگر ہلمند طالبان کے قبضے میں چلا گیا تو اس صوبے کو دوبارہ سے قندوز کی طرح امارت اسلامیہ سے چھڑانا ایک خواب ہو سکتا ہے۔"

اسی طرح ہلمند میں پولیس کے نام پر دہشت گردی پر مامور "جنرل عبدالرحمن سرجنگ" نے اپنی کمر ٹوٹتی ہوئی دیکھ کر جنوری 2016 میں مطالبہ کیا تھا کہ "طالبان کے خلاف اضافی فوج کی ضرورت ہے۔" حالانکہ اسی صوبے میں افغانستان سے باہر سے آئی ہوئی غیر ملکی لڑاکا فوجیں بھی دہشت گردوں کی مدد اور تعاون کے لیے موجود ہیں۔ امارت اسلامیہ کے طرزِ جنگ پر نظر لگائے ہوئے تجزیہ کاروں کا ماننا ہے کہ اگر ہلمند اشرف غنی کے کنٹرول سے نکل کر مجاہدین کے قبضے میں چلا جاتا ہے تو یہ صورت حال کابل میں بیٹھے دہشت گردوں کی ڈوریں ہلانے والوں کے بلند بانگ دعووں کی قلعی کھول دے گی کہ "اب اس کے تربیت یافتہ مقامی لڑاکا' امارت اسلامیہ کا اچھا مقابلہ کر رہے ہیں۔"

دہشت گرد جنرل عبدالرحمن سرجنگ کا کہنا ہے کہ "ہلمند میں حکومتی دہشت گردوں کو امارت اسلامیہ کی مسلسل مسلح کارروائیوں کے نتیجے میں سنگین خطرات لاحق ہو گئے ہیں، جس سے دہشت گردی کے معدوم ہونے کے خدشات بڑھ رہے ہیں۔ دہشت گرد جنرل سرجنگ نے مزید کہا تھا کہ "ان کے جنگ جو مجاہدین کے گزشتہ دو ماہ سے مختلف مقامات پر تسلسل سے کیے جانے والے حملوں سے بے زار اور تنگ آچکے ہیں۔ لہٰذا ایسے حالات میں تازہ دم جنگ جو دستوں کی فوری ضرورت ہے، کیوں کہ پہلے سے موجود لڑاکا تھکنے لگے ہیں۔"

مجاہدین اور دہشت گردوں کے درمیان جاری طویل جنگ پر نظر رکھے ہوئے مبصرین نے دہشت گردوں کی درماندگی اور کسمپرسی کا حال بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ "دہشت گردوں کو مجاہدین سے لڑنے کے لیے اگلے محاذوں پر جانا پڑتا ہے۔ اگر کبھی ان کے پاس اسلحہ اور جنگ کے لیے ضروری سامان ختم ہو جاتا ہے تو ان کے پاس رُسوا کن پسپائی یا مجاہدین کے ہاتھوں موت کے منہ میں جانے کے علاوہ کوئی چارہ کار باقی نہیں رہ جاتا۔ اس لحاظ سے ضروری ہو گیا ہے کہ اگر امریکا سمیت دوسرے ممالک کو اس خطے میں اپنے مفادات کا بچاؤ کرنا ہے تو دہشت گردی کو اپنی موت آپ یا مجاہدین کے ہاتھوں مرنے سے بچانے کے لیے آپس میں رابطوں کی بحالی اور جنگ جو دستوں کو اسلحے کی فراہمی کو یقینی بنانا ہو گا۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو امریکا سمیت مقامی دہشت گردوں کو بھی قندوز کی طرح بہت جلد ہلمند سے بھی ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ کیوں کہ مجاہدین کے تند و تیز حملوں کی وجہ سے دہشت گردوں کی عسکری حالت بگاڑ کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔ جب کہ امارت اسلامیہ کی جانب سے وقفے وقفے سے یہ بیان جاری ہوتا رہتا ہے کہ "آخری دہشت گرد کے خاتمے تک جہاد جاری رہے گا!" امارت اپنے اس بیان کو عملی منظرنامے سے جوڑنے کے لیے آئے دن جہادی کارروائیاں بھی کرتی رہتی ہے، جس میں اسے خاصی کامیابی بھی حاصل ہو رہی ہے۔"

مجاہدین کی کامیابی کا راز؟

موسی مہاجر

افغان مجاہد عوام 14 سالہ جہادی جدوجہد کے بعد فتح اور کامیابی کی جانب تیزی سے گامزن ہیں۔ اپنی منزل کے قریب ہیں۔ آزادی کا حصول یقینی بنایا ہے اور آزادی کے مخالف عناصر کے عزائم ناکام بنا دیے گئے ہیں۔ مجاہدین نے گزشتہ سال دس ہزار سے زائد کارروائیاں کیں۔ طالبان نے ملک بھر میں دشمن پر تابڑتوڑ حملے کیے۔ مختلف علاقوں پر قبضہ واپس حاصل کیا۔ انہوں نے صوبہ قندوز کے دارالحکومت اور چار اضلاع پر کنٹرول حاصل کیا۔ قندوز کی فتح نے دشمن کو ہلا کر رکھ دیا۔ آزادی مخالف تمام عناصر بوکھلا گئے ہیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے آقاؤں کے سامنے سر نیچے کر کے بے بسی کا اظہار کیا ہے۔ افغان عوام کے مقابلے میں اپنے تحفظ کے لیے ان سے مطالبہ کیا کہ عرصہ دراز تک قابض افواج کو افغانستان میں تعینات رہنے کے احکامات جاری کیے جائیں۔ امریکا نے بھی اپنے مفادات کے تحفظ اور کٹھ پتلی حکومت کی بے بسی کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا کہ امریکی و نیٹو افواج مزید دو سال افغانستان میں تعینات رہیں گی۔

فتوحات کا یہ سلسلہ صرف قندوز کے دارالحکومت، امام صاحب، دشت آرچی، قلعہ زال اور چہار درہ اضلاع تک محدود نہیں تھا، بلکہ بدخشان کے ضلع یمگان، جرم اور وردوج، تخار کے خواجہ غار اور درقد اضلاع، ہلمند کے موسی قلعہ، خانشین اور نوزاد، سرپل کا ضلع کوہستانات، ہرات کا ضلع غوریان، لوگر کا ضلع خروار، بادغیس کا ضلع جوند، غزنی کا ضلع خوگیانو، فراہ کا ضلع بالابلوک، فاریاب کے دو اضلاع گرزیوان اور غورماچ اور اس کے علاوہ اور بہت سارے علاقوں پر سفید پرچم لہرایا گیا۔ ملک بھر میں فتوحات کے علاوہ دشمن کے مضبوط فوجی اڈوں پر فدائی حملوں نے مجاہدین کی قوت میں اضافہ اور دشمن کی بے بسی کو ثابت کر دیا۔ قندھار ائیرپورٹ پر فدائی مجاہدین کے حملے نے دشمن کو ہلا کر رکھ دیا۔ مسلسل 29 گھنٹے دشمن کے ساتھ جنگ جاری تھی۔ اسی طرح کابل میں جارحیت پسندوں اور کٹھ پتلی حکومت کے مختلف مراکز اور تنصیبات کو نشانہ بنایا گیا۔ گزشتہ سال کی کامیاب کارروائیوں نے دشمن کو بھی مجاہدین کی طاقت تسلیم کرنے اور اپنی شکست کا اعتراف کرنے پر مجبور کیا۔ حال ہی میں امریکی وزارت دفاع نے ایک رپورٹ پیش کی، جس میں کہا گیا ہے کہ بیرونی ممالک اور افواج کی امداد کے باوجود افغان فوج طالبان کے حملوں کی زد میں ہے۔ گزشتہ سال ان کی ہلاکتوں میں 27 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

پینٹاگون نے قندوز پر طالبان کے قبضہ، ہلمند میں طالبان کی پیش رفت اور قندھار ائیرپورٹ پر حملہ افغان فوج کے لیے چیلنج قرار دیا ہے۔ کابل انتظامیہ کی وزارت دفاع اور وزارت داخلہ نے بھی کئی بار اپنی کمزوری کا اعتراف کیا ہے، جب کہ پارلیمنٹ کے ارکان نے کابل پر طالبان کے قبضے کی پیش گوئیاں بھی کی ہیں۔

طالبان کی طاقت میں اضافے اور پیش رفت کی چند وجوہات:

1۔ طالبان نے تمام صوبوں میں اسپیشل فورس تشکیل دی ہے، جو تربیت یافتہ جنگجوؤں پر مشتمل ہے۔ جس میں بہادر مجاہدین شامل ہیں۔ جدید

ہتھیاروں سے لیس ہیں۔ اس لیے طالبان کی فوجی طاقت مزید مستحکم ہوئی۔ مجاہدین کے درمیان رابطے کا مضبوط نیٹ ورک قائم کیا۔ امارت اسلامیہ نے اسپیشل فورس کے ذریعے بڑے حملے کیے اور بہت سے علاقوں پر قبضہ کیا۔

2۔ طالبان کی جنگی حکمت عملی کے تحت بہت سارے مجاہدین کٹھ پتلی حکومت کی فورسز میں سرایت کر چکے ہیں، جو موقع ملتے ہی سکیورٹی اہل کاروں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ ان واقعات کی وجہ سے دشمن کی صفوں میں بداعتمادی پیدا ہوئی ہے۔

3۔ جنگ کے دوران مضبوط اور منظم قیادت کی ضرورت ہوتی ہے، الحمدللہ! طالبان کو مضبوط قیادت نصیب ہے، جس نے نہ صرف جنگ کے میدان میں دشمن پر غلبہ حاصل کیا ہے، بلکہ امارت اسلامیہ کو مشکلات سے نکال کر سیاسی اور فوجی محاذوں پر فتح سے ہم کنار کیا ہے۔ یہی وجہ ہے آج دنیا اسے ایک مضبوط سیاسی و فوجی قوت کے طور پر تسلیم کرتی ہے۔

4۔ مجاہدین کی کامیابی کی ایک اور بڑی وجہ عوام کی حمایت اور تعاون ہے۔ دین دوست اور محب وطن عوام کھل کر مجاہدین کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ اپنی جان، مال اور اولاد کو خطرے میں ڈال کر مجاہدین کو سپورٹ کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ دشمن پروپیگنڈے، ڈالر اور طاقت کے بل بوتے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے کہ مجاہدین اور عوام کے درمیان دوریاں پیدا ہو جائیں، لیکن اللہ کے فضل و کرم سے وہ اب تک اس کوشش میں ناکام رہا ہے۔ بیت المقدس کے فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ سے منسوب ایک قول مشہور ہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے: "مجاہدین عوام کی اولاد ہیں۔ جب تک عوام اور مجاہدین کے درمیان ہم آہنگی ہوگی، تب تک دنیا کی کوئی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکتی۔"

5۔ کامیابی کے لیے اتحاد اہم عنصر سمجھا جاتا ہے۔ مجاہدین نے اسی وحدت فکر کی بدولت 14 سال مغربی اور ان کے حواریوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ انہیں ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔ اگر مجاہدین کے درمیان اتحاد و اتفاق نہ ہوتا تو قابض قوتوں کے خلاف جاری جہاد بھی ناکامی سے دوچار ہوتا۔ کامیابی کی جھلک بھی نظر نہ آتی۔ امریکا اربوں ڈالر صرف کرنے کے باوجود بھی امارت اسلامیہ کو دھڑوں میں تقسیم کرنے میں بری طرح ناکام رہا ہے۔ وہ ہر قسم کے غلیظ پروپیگنڈے کے باوجود اس مذموم سازش میں ناکام ہے۔ ہاں جو لوگ امارت اسلامیہ کی صف سے باہر تھے یا انہیں امارت سے نکال دیا گیا، انہیں استعمال کر کے ان کے نام سے نیا دھڑا قائم کرنے سے امارت اسلامیہ کی متحدہ صف کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ جب وہ صف کے اندر موجود ہی نہیں ہیں تو پھر ان کا نفع ہوگا اور نہ ہی نقصان ہوگا۔

6۔ مخلوط حکومت کے درمیان اختلافات، بدانتظامی، بداعتمادی، نااہلی، سکیورٹی اداروں کے درمیان رابطے اور ہم آہنگی کا فقدان، مایوسی اور خوف بھی مجاہدین کی حالیہ کامیابی کی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ کیوں کہ مجاہدین اپنی بہترین فوجی حکمت عملی اور سیاسی بصیرت کی بدولت دشمن کی ان کمزوریوں سے بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ایک کہاوت مشہور ہے کہ جو اقوام ترقی اور ملکی استحکام کے لیے آزادی کی سودا بازی کرتی ہیں، وہ آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہو سکتی ہیں اور نہ ہی ترقی کر سکتی ہیں۔ افغان مجاہد قوم نے آزادی کا سودا نہیں کیا، بلکہ دنیا بھر کی استعماری قوتوں کے خلاف شدید مزاحمت اور جدوجہد کی ہے، اس لیے آزادی کا حصول بھی یقینی بنایا ہے۔

امارت اسلامیہ کی نئی قیادت کے مدبرانہ اقدامات

حنظلہ حمید

ہر رہنما اور قائد کے لیے دیگر خصوصیات کے ساتھ باتدبیر ہونا اور مدبرانہ فیصلے کرنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ رہنما، جن کے ذمہ امت مسلمہ کی قیادت اور رہنمائی ہو۔ امت کے مخلص اور باوقار رہنما امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہدؒ کی وفات کی خبر، نئے امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کا انتخاب، دونوں اہم موضوعات اس وقت سامنے آئے، جب حالات انتہائی حساس اور تبدیلی کی جانب رواں دواں تھے۔ جہادی تحریک کی لہریں تیز ہو چکی تھیں۔ فتوحات کا سلسلہ تیز تھا۔ امارت اسلامیہ کے دشمنوں نے اختلافات اور تفرقہ بازی کی انتہائی کوششیں کیں۔ جارحیت پسندوں کی جارحیت تزلزل کا نشانہ بن رہی تھی۔ یہ لوگ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کی حالت سے دوچار تھے۔ کٹھ پتلی انتظامیہ کو اپنا انجام نظر آ رہا تھا۔ اس لیے اسے خطے میں نئے معاونین اور اتحادیوں کی تلاش تھی۔ ایسے حالات میں خطے کو ہر طرف سے نئے سلسلوں اور تبدیلیوں کا سامنا تھا۔ اس لیے ہر فریق کو ایسے حالات میں مدبرانہ اور محتاط اقدامات کی ضرورت تھی۔ لہٰذا قیادت کو اس حوالے سے سنجیدہ مؤقف اپنانا اور اس پر عمل کرنا ضروری تھا۔ جو ایک طرف مجاہدین کو متحد اور منظم رکھ کر عسکری پیش قدمیاں جاری رکھے اور دوسری طرف خطے کے حالات کو اس طریقے سے ہینڈل کرے، جس سے دشمن فائدہ نہ اٹھا سکے۔

امارت اسلامیہ کے نئے امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ اپنے انتخاب کے بعد بہت کم عرصے میں مخلص اور وفادار ساتھیوں کے تعاون سے صحیح رہنمائی کرنے میں کامیاب رہے۔ بے شمار کامیابیاں حاصل کیں اور نئی قیادت کا مدبرانہ پہلو ثابت کر دکھایا۔ ذیل میں چند نکات کا ذکر کیا جاتا ہے:

1۔ اتحاد واتفاق کا قیام: چوں کہ اتحاد و اتفاق ہر کسی کے لیے پہلا اور ضروری اصول ہے۔ کوئی معاشرہ اتفاق کے بغیر چلا نہیں سکتا۔ اسی لیے امارت اسلامیہ کی نئی قیادت نے مجاہدین کے درمیان خصوصی طور پر اور پوری امت مسلمہ کے درمیان عمومی طور پر اتحاد کے قیام کے لیے بہت کوششیں کی ہیں۔ نئے سربراہ کے انتخاب کے بعد بیعتوں کا تسلسل، منظم طریقے سے ان بیعتوں سے مسلمانوں کو باخبر کرنا اور پھر امیر المؤمنین حفظہ اللہ کی جانب سے ان بیعتوں کا قبول کرنا، ایک بار پھر تمام مجاہدین، مخلص مسلمانوں اور امارت اسلامیہ کے حامیوں کو ایک امیر کی قیادت میں جمع کر دیا۔ دشمن نے امارت کی تقسیم کے بارے میں جو امیدیں قائم کی تھیں، وہ سب خواب ہی رہ گئیں۔ کچھ محدود اور گنتی کے لوگوں کے علاوہ تمام لوگوں نے نئے امیر المؤمنین کی بیعت کر لی۔ اس طرح امارت اسلامیہ کی قوت اور اہمیت برقرار رہی اور مجاہدین آئندہ کے لیے مزید پرعزم ہو گئے۔

2۔ جہادی فتوحات: نئی قیادت اس بات میں کامیاب رہی کہ مجاہدین کو کم ترین عرصے میں منظم کرے۔ نئی اور بڑی فتوحات کے لیے آپریشن کا پلان بنائے۔ دشمن کے خلاف پیش قدمی کرے۔ جنگ کے محرکات اور کنٹرول ہاتھ میں لے۔ مسلسل کامیابیوں سے دشمن کی جنگی حوصلہ ختم کرے اور بالآخر مفتوحہ علاقے کا تحفظ کرے۔ حال ہی میں مجاہدین کی بے مثال فتوحات قابل ذکر ہیں۔ کسی نے یہ نہیں سوچا تھا کہ اتنے قلیل عرصے میں دشمن کے حملوں کے باوجود مجاہدین اتنی اہم کامیابیاں حاصل کر پائیں گے۔ اتنے اہم اسٹریٹجک خطے کنٹرول میں لے آئیں گے۔ جارحیت پسندوں کے حالیہ اعداد و شمار کے مطابق کابل انتظامیہ کے فوجیوں میں ہلاکتوں کی تعداد گزشتہ سال کی بہ نسبت بڑھ گئی ہے۔ یہی عسکری دباؤ ہے، جس کی وجہ سے دشمن کو اس قدر بڑے پیمانے پر نقصان پہنچایا گیا ہے کہ اب بلامزاحمت بھی علاقے خالی کرتے جاتے ہیں۔ کابل انتظامیہ کے حکام جنگ سے آ تنگ آ چکے ہیں۔ اپنے "جانبازوں" کی انہیں کوئی خبر ہے نہ مجاہدین کے ہاتھوں مفتوحہ علاقوں کو واپس لینے کا کوئی ارادہ ہے۔ نہ ہی طالبان کے خاتمے کے لیے شروع کیے گئے آپریشن کے سلسلے کو مزید آگے بڑھا سکتے ہیں۔ ان تمام باتوں سے مجاہدین کی کامیابی اور نئی قیادت کے مدبرانہ اقدامات کا پتہ چلتا ہے۔

3۔ داخلی اصلاحات: امارت اسلامیہ کی نئی قیادت نے دیگر اہم موضوعات کے ساتھ ساتھ مجاہدین کی داخلی اصلاحات پر خصوصی توجہ دی ہے۔ کوئی ایک جہادی صف شرعی اصولوں کی رعایت رکھے بغیر کوئی پیش رفت اور پیش قدمی نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور امت مسلمہ کا اعتماد صرف اور صرف شرعی اصولوں کی پاس داری سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ حال میں امیر المؤمنین حفظہ اللہ نے اپنے وائرلیس پیغام میں مجاہدین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کم عمر بچوں کو محاذ پر لانے کے بجائے مدارس میں پڑھائیں۔ آپ کے اس اقدام سے بدنامی اور غلط پروپیگنڈے سے حفاظت کے ساتھ ساتھ ایک نسل جہادی تربیت پائے گی، جو دینی علوم سے پوری پوری واقف ہو گی۔

4۔ عوام سے اچھے تعلقات: نئی قیادت کے آنے سے عوام مجاہدین کے بہت قریب آئے ہیں۔ عوام نے مجاہدین سے اپنے تعاون کا آغاز کر دیا ہے۔ مجاہدین کی موجودہ کامیابی کا راز بھی عوام کا تعاون ہے۔ قندوز کی فتح کے دنوں میں حکام نے بہت جلد اعتراف کیا کہ عوام طالبان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ وہ مجاہدین کو گھروں میں ٹھکانے اور کھانا فراہم کرتے ہیں۔ عوام کا تعاون مجاہدین کے ساتھ بڑھ رہا ہے، جس کی اہم وجوہات مجاہدین کی جانب سے عوام سے اچھے تعلقات، اچھا سلوک، فسادات اور جنگوں کا خاتمہ اور شریعت پر عمل کرنا ہیں۔ نئی قیادت بھی ہمیشہ مجاہدین کو تاکید کرتی ہے کہ عوام سے اچھا سلوک کریں۔ موجودہ وسائل کے اندازے سے ان کی خدمت کریں۔

5۔ مصالحت کے بارے بات چیت: چوں کہ مصالحت اور مذاکرات کے نام پر دشمن انتہائی غلط پروپیگنڈا کرتا اور تشویش ناک خبریں نشر کرتا ہے، اسی لیے نئی قیادت نے اس حوالے سے ایک واضح موقف اپنایا ہے۔ تمام مسلمانوں اور مجاہدین کو اطمینان دلایا ہے کہ کبھی بھی دین کا سودا نہیں کریں گے۔ امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ نے تمام مسلمانوں کو اطمینان دلایا ہے کہ ہمارا آخری ہدف شرعی نظام کا قیام ہے۔ دشمن کے پروپیگنڈے اور تشویش آمیز باتوں پر توجہ نہ دی جائے۔ امارت اسلامیہ اگر کسی سے مذاکرات کرے گی تو وہ مسلمانوں سے خفیہ نہیں رکھے جائیں گے۔ ان مذاکرات میں شرعی اصولوں کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ اگر کوئی مذاکرات کے ذریعے شرعی نظام کے نفاذ پر تیار ہو جائے تو ہمیں خوشی ہو گی۔ امارت نے سیاسی شعبہ میں منظم فعالیت کے لیے سیاسی دفتر قائم کیا ہے۔ سیاسی شعبے کے تمام امور اسی دفتر سے وابستہ ہیں۔ یہ دفتر علماء اور دانش وروں کی قیادت میں شریعت کی روشنی میں اپنی کارکردگی آگے بڑھاتا ہے۔

6۔ قندوز کی فتح کے سلسلے میں: امارت اسلامیہ نے مدبرانہ طریقے سے قندوز کی فتح کے لیے منظم پلان مرتب کیا۔ مجاہدین کو منظم کیا، جنگی کمانڈروں کی قیادت میں ان کی رہنمائی کی۔ فتح کے بعد قیادت نے مجاہدین کے لیے اصول وضع کیے اور کابل انتظامیہ میں کام کرنے والے تمام افراد کے لیے ذمہ داریاں چھوڑ دینے کی صورت میں عام معافی کا اعلان کر دیا۔ مجاہدین نے دشمنوں کے ہر قسم کے حملوں اور دباؤ کے باوجود قندوز شہر کو دو ہفتوں تک اپنے کنٹرول میں رکھا، مگر قندوز شہر کے اندر لڑائی کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ اس جنگ سے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا تھا۔ دشمن نے بمباری کرتے ہوئے عوام کا کوئی خیال نہیں رکھا۔ اسی لیے امارت اسلامیہ کی قیادت نے مجاہدین کو شہر سے عقب نشینی کا حکم دیا۔ قندوز کی فتح کے منظم سلسلے نے دشمن کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ امارت کی قوت اور بہترین قیادت کا اعتراف کرے۔

7۔ فسادات کا خاتمہ: جس طرح امارت اسلامیہ کے بانی امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے جہاد کا آغاز ان شرپسندوں کے خلاف کیا تھا، جنھوں نے کمیونزم کی شکست کے بعد اقتدار کی خاطر آپس میں لڑائیاں شروع کر دی تھیں، نئی قیادت نے بھی داعش کے خلاف ایسا ہی کام کیا ہے۔ ان لوگوں نے زابل اور ننگرہار میں امارت اسلامیہ سے بغاوت کا اعلان کیا تھا۔ مذکورہ علاقوں میں مجاہدین سے جنگوں کا آغاز کیا۔ چوریاں اور ڈکیتیاں کیں۔ عوام پر مظالم ڈھائے اور کچھ گھناؤنے کاموں میں ملوث ہوئے۔ امارت کی قیادت نے بڑی حد تک ان لوگوں کو سمجھانے، ان کی اصلاح اور بات چیت کے ذریعے ان مسائل کے حل کے لیے کوششیں کیں، مگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ان لوگوں کی نیت کسی حوالے سے ٹھیک نہیں تھی۔ بالآخر مجاہدین اس بات پر مجبور ہوئے کہ ان کے خلاف اقدام کریں۔ اسی طرح حال ہی میں مجاہدین نے مختلف علاقوں میں ایسے لوگوں کو پکڑا اور انھیں شرعی سزائیں دیں، جو اغواء برائے تاوان میں ملوث تھے۔

8۔ حالیہ پیش رفت: سردیاں ہونے کے باوجود جہادی تحریک کی رفتار سست ہونے کے بجائے دن بدن گرم ہوتی جا رہی ہے۔ دشمن کے اہم مراکز پر فدائی حملوں کے علاوہ مجاہدین نے حال ہی میں دشمن کو آمنے سامنے کی کارروائیوں میں بھی شکست دی ہے۔ جس کی زندہ مثال ہلمند کے ضلع سنگین اور خانشین اور صوبہ فراہ کے ضلع گلستان کی فتوحات ہیں۔ دشمن نے اپنی پوری طاقت اور قوت سے ان علاقوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی، مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ رواں سردیوں میں تیز تر جہادی تحریک مجاہدین کے قوی عزم اور نئی قیادت کی مدبرانہ رہنمائی کا مظاہرہ کرتی ہے۔

❖ ❖ ❖

امریکا طالبان مذاکرات:

مزید کیا کرنا ہوگا!

اکرم تاشفین
akramtashfeen@gmail.com

امریکا کو ایک بار پھر خیال آیا ہے کہ وہ افغان مسئلے کا پر امن حل نکالے۔ اب کی بار چار فریقی اتحاد بنا کر طالبان سے مذاکرات کی کوششوں کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ امریکا مذاکرات کی خاطر افغانستان میں پہلے کئی بار بہروپیوں کے ہاتھوں لٹ چکا ہے۔ کتنے لوگوں نے افغانستان میں موجود امریکی حکام کو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ سے خفیہ ملاقات کرانے کے بہانے سے ڈالر وصول کیے اور پھر رفوچکر ہو گئے۔ خبریں میڈیا تک پہنچیں تو امریکا کی سبکی میں دو چند اضافہ ہوا۔ کئی بار رسوائی کا سامنا کرنے اور افغانوں کا تماشہ بننے کے بعد امریکا کا خفیہ مذاکرات سے یقین ہی اٹھ گیا اور اس نے قطر میں طالبان کو سیاسی ٹھکانہ دینے کی اجازت دے دی۔ اس طرح کم از کم امریکا کو طالبان کا ایک ایڈریس ہاتھ آ گیا۔ قطر میں طالبان کو باقاعدہ سیاسی دفتر کھولنے کی اجازت بھی دی گئی۔ طالبان رہنماؤں نے دفتر پر امارت اسلامیہ افغانستان کے نام کی تختی بھی نصب کی اور اپنا پرچم بھی لہرایا۔ مگر یہ سب کچھ ہونے کے بعد کابل انتظامیہ کے اس وقت کے صدر حامد کرزئی کو خیال آیا کہ یہ افغانستان کے دو متوازی سفارت خانے کھولنے اور ایک ملک میں دو متوازی نظاموں کی حکومت تسلیم کرنے کے مترادف ہے جو اسے کسی صورت بھی منظور نہیں۔ اس طرح وہ دفتر بند کر دیا گیا اور مذاکرات کے سلسلے میں ایک طویل خاموشی چھا گئی۔ تاہم یہ سوال آج تک تشنہ تحقیق ہے کہ جناب کرزئی کو یہ خیال اس وقت سے پہلے تک کیوں نہیں آیا تھا۔ کیا وہ قطر دفتر کے معاملات سے اس قدر ہی بے خبر تھے؟ اگر بے خبر تھے بھی اور ہو بھی سکتا ہے، کہ ایک کٹھ پتلی صدر کی امریکا کے ہاں اتنی ہی اوقات ہیں تو پھر کیا امریکا کی مذاکرات کی ساری کوششوں پر صرف اس لیے پانی پھیر دیا گیا کہ اس کا ایک کٹھ پتلی صدر ناراض ہو رہا ہے، جس کی اوقات اتنی بھی نہیں کہ اسے قطر دفتر کی مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔ جس دفتر کے قیام کے لیے امریکا نے اپنے بارہ سال سے جاری جنگ کے اخلاقی جواز کی بھی قربانی دی تھی اور دنیا میں طالبان کی سیاسی حیثیت تسلیم کرنے پر مجبور ہوا تھا۔ امریکا یہ تسلیم کر چکا تھا کہ جن لوگوں کے ساتھ وہ بارہ سال سے لڑ رہا تھا اور جن کے خاتمے کے لیے اس نے بی باون جیسے ہلاکت خیز طیاروں سے بمباری کر کے بستیاں تاراج کیں اور ڈیزی کٹر جیسے خطرناک بم تک استعمال کیے وہ محض ایک دہشت گرد نہیں بلکہ سیاسی شناخت اور مسئلے کا پر امن حل رکھنے والے لوگ ہیں۔ اپنے بارہ سالہ جنگ کے جواز کی قربانی دینے کے بعد بھی امریکا نے قطر میں اس وقت شروع ہونے والے مذاکرات صرف کرزئی کے کہنے پر چھوڑے؟ نہیں۔

ادھر صورتحال یہ تھی کہ مذاکرات کے ابتدائی شرائط طے کرنے کے لیے امریکی وفد قطر پہنچ بھی چکا تھا۔ پھر یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ امریکا اپنے شرائط منوانے میں ناکام رہا تو اس نے کرزئی کی مخالفت کا ڈھونگ رچایا۔ کیوں کہ امریکا شروع دن سے اگر مذاکرات کرنا چاہتا ہے تو اپنی شرائط پر۔ چور چوری سے جائے پر ہیرا پھیری سے نہ جائے۔ امریکا افغانستان میں شکست کھانے کے بعد مذاکرات اگر کر رہا ہے تو بھی افغان مسئلے کے حل کے لیے مخلصانہ کوشش کے طور پر نہیں بلکہ وہ اپنے روایتی دھونس، مکاری اور فریب سے اپنے شرائط پر مذاکرات منعقد کروانا چاہتا ہے۔ جس کے لیے طالبان نہ اول روز تیار تھے اور نہ آج تیار ہیں۔

مذاکرات کے حوالے سے ایک اور بڑا موقع جو آیا وہ پڑوسی ملک پاکستان کے شہر مری میں ہونے والے مذاکرات تھے جس کے بعد امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کا اعلان ہوا۔ اس موقع پر مذاکرات کے لیے طالبان کے قطر دفتر کے نمائندوں کو مدعو کیا گیا نہ ان سے رائے لی گئی بلکہ افغان طالبان کے ہی چند خود سر اور مرکزی امارت کے باغی لوگوں کو مذاکرات کے لیے بٹھایا گیا۔ طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے اس وقت بھی اعلامیہ میں بار بار کہا کہ مری میں ہونے والے مذاکرات کا ہمارے

باقاعدہ متعین نمائندے نہیں۔ ان مذاکرات کے یہ لوگ خود ہی ذمہ دار ہوں گے، ان کے ساتھ طے ہونے والے فیصلوں کی امارت اسلامیہ ذمہ دار نہ ہوگی۔

اب کی بار پھر مذاکرات کا سلسلہ شروع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس بار مذاکرات میں چین اور پڑوسی ملک پاکستان کو بھی باقاعدہ فریق بنا کر مذاکرات کا رون میں شامل کیا گیا ہے۔ پگواش میں ہونے والے سیمینار میں مصالحت اور مذاکرات کی جو باتیں ہوئیں ذبیح اللہ مجاہد کے بقول وہ محض خیر سگالی کے جذبات کا اظہار تھا۔ اس سے زیادہ اسے کوئی حیثیت دینا خود کو دھوکے میں رکھنے کے مترادف ہوگا۔

طالبان کی جانب سے بلیک لسٹ سے نام نکالنے، قیدیوں کی رہائی، سفری آزادی اور میڈیا پر آنے کی آزادی کی جو ابتدائی تجاویز دی گئیں انہیں مذاکرات کے لیے ابتدائی مقدمے کے متعلق ابھی تجزیہ کرنا کہیں زیادہ مناسب ہوگا۔

مذاکرات کے لیے روز اول سے آخر تک امریکا نے جتنی بھی کوششیں کیں یا مواقع دیے ان سب میں امریکا کی بدنیتی نمایاں ہے۔ پہلے وکیل خفیہ مذاکرات کے لیے ڈالر کا استعمال، قطر میں سیاسی دفتر کا معاملہ التواء میں ڈالنا، مری میں بے اختیار لوگوں کو مذاکرات کے لیے بٹھانا وغیرہ۔ ان سب کے علاوہ ایران، فرانس یا چین وغیرہ ممالک میں افغان مسئلے کے متعلق جتنے بھی سیمینارز ہوئے ان کے انعقاد کے ساتھ ہی امریکا نے اسے باقاعدہ سیاسی مذاکرات کا نام دے کر اس کا پروپیگنڈہ کیا۔

مذاکرات کے لیے ہونے والی پیش رفت کو اپنے ہی شرائط پر آگے بڑھانے کی ضد، مذاکرات کے پروپیگنڈہ کی بہ نسبت اس کے لیے مثبت اقدامات نہ کرنا وہ نکات ہیں جس کے لیے امریکا اسلامی، مسلم کلا، غیر مبہم اور اتھینٹک لوگوں سے مذاکرات نہیں کرنا چاہتا۔

اپنی شرائط پر اصرار کی بات تو سمجھ آتی ہے، البتہ مذاکرات میں ضرورت سے زیادہ پروپیگنڈے کی وضاحت کیے جاتے ہیں کہ اس سے ایک جانب عام طالبان مجاہدین اور قیادت کے درمیان بے یقینی، تردد اور عدم اعتماد کا پیدا کرنا مقصد ہے ایسے دور میں کہ جب ان کے درمیان رابطہ اور اعتماد سازی سے معاملات آگے بڑھانے اور مل بیٹھنے کی سہولیات ناپید ہیں۔ دوسری طرف پوری دنیا میں مذاکرات کے حوالے سے طالبان کے بارے میں یہ تاثر پھیلانا مقصود ہے کہ وہ اپنے موقف کے حوالے سے تردد اور ابہامات کا شکار ہیں اور ان کے پاس اپنے مسائل کا پرامن حل موجود نہیں ہے۔

حالانکہ دیکھا جائے تو اب تک طالبان سے مذاکرات کے حوالے سے امریکا نے اپنی اظہار رضامندی سے زیادہ کچھ بھی نہیں کیا۔ ہمارا خیال ہے کہ امریکا اور افغان طالبان کے مذاکرات کے لیے ابھی بہت سی منزلیں طے ہونا باقی ہیں۔

امریکا اگر مذاکرات کرنے کو تیار ہے اور وہ واقعتاً افغان مسئلے کا پرامن حل چاہتا ہے تو سب سے پہلے تو اسے مذاکرات کے حوالے سے اپنی سنجیدگی ثابت کرنی ہوگی اور روز اول سے جس انداز سے اس معاملے کو امریکا جس نظر سے دیکھ رہا ہے اسے ترک کرنا ہوگا۔ اسے طالبان کو اعتماد دلانا ہوگا کہ مذاکرات کے نام پر ان سے دھوکا نہیں ہونے والا۔ اسے طالبان کو دنیا میں وہی حیثیت دلانا ہوگی جو 2001 میں طاقت کے وحشیانہ استعمال اور جھوٹ کے سیل رواں کے ذریعے ان سے چھینی گئی تھی۔ طالبان کے خلاف منفی پروپیگنڈے کا خاتمہ کرنا ہوگا، طالبان کا فکری استحصال ختم کرنا ہوگا، ان کی نظریاتی اور فکری حیثیت کا احترام کرنا ہوگا۔ طالبان کے خلاف جنگ کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کا دیا ہوا نام ہٹانا ہوگا، افغان عوام کی آزادی و حریت کو تسلیم کرنا ہوگا اور انہیں اس بات کا حق دینا ہوگا کہ وہ اپنے لیے اپنی پسند کے مطابق سیاسی نظام منتخب کریں، افغانوں کے کلچر، ثقافت اور مذہب کا احترام کریں اور ان پر تھوپی گئی مغربی ثقافت و کلچر کا خاتمہ کریں، انہیں دنیا میں قابل احترام حیثیت دلائیں، دنیا بھر میں انہیں سفر کی آزادی مہیا کریں، میڈیا پر انہیں اپنا موقف پیش کرنے کی پوری آزادی دی جائے، قیدیوں کو رہائی دیں اور انہیں رابطوں کی آزادی دیں۔

کیا صرف اس لیے کہ امریکا مذاکرات پر راضی ہے تو طالبان اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مذاکرات کرنے بیٹھ جائیں؟ جس نظریے اور موقف کی خاطر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے دنیا کی تمام تر آسائشوں کو ٹھکرایا اور پہاڑوں کی مشکلات بھری زندگی کو اختیار کیا۔ اسی نظریے کا تحفظ اور افغان عوام کی مستقل آزادی و خود مختاری ہی امارت اسلامیہ کا اصل ہدف اور مشن ہے اس سے کم پر کسی صورت سمجھوتہ کرنا سب سے بڑی غداری ہوگی۔

★★★

مسجد اقصی پر یہودیوں کا قبضہ اور مسلمانوں کی نماز پر پابندی

تحریر: سجاد

1967 میں غاصب یہودی فوج نے عرب اور اسرائیل کے درمیان چھ روزہ جنگ کے دوران فوجی قوت کے بل بوتے پر بیت المقدس شہر اور مسجد اقصی پر قبضہ کر لیا جو صدیوں سے یہودیوں کی تمنا تھی تا کہ وہ اپنے منصوبوں کو عملی شکل دینے کے لئے ہیکل سلیمانی تعمیر کر یں۔

اس کے بعد یہودی فوج نے مسلمانوں پر قبلہ اول میں نماز پڑھنے پر پابندی لگائی ،وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان پابندیوں میں مزید شدت پیدا کی گئی، آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسرائیلی حکومت نے مسجد اقصی میں نماز پڑھنے پر پابندی لگائی ہے۔

اسرائیلی صیہونی حکومت نے 30 اکتوبر کو ایک بنیاد پرست یہودی [اگلیک] پر قاتلانہ حملے کا بہانہ بنا کر مسلمانوں پر پابندی لگانے کا اعلان کیا لیکن اس واقعہ کے ساتھ انہوں نے مسجد اقصی کی دوسری جانب میں یہودیوں کو وہاں جانے اور عبادت کرنے کی اجازت دیدی ہے تا کہ وہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا آغاز کریں۔یہودیوں کی جانب سے مسجد اقصی کے مشرق میں واقع جس جگہ کو عبادت کے لئے مختص کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں وہ القبلی مسجد کے نام سے مشہور مسجد اقصی کا پرانا تاریخی حصہ ہے۔

یہ چند اسرائیلی یہودیوں کا مطالبہ نہیں ہے بلکہ اس کے لئے اسرائیل کی پارلیمنٹ نے قانونی منظوری دینے کا عندیہ بھی دیا ہے،چند ہفتے قبل برسر اقتدار پارٹی [لیکو ڈرمن مری ریگیو] کی یہودی قیادت نے پارلیمنٹ میں اس کا مسودہ پیش کر کے بظاہر یہ اشارہ دیا کہ وہ مسجد اقصی پر قبضہ کرنا نہیں چاہتے صرف یہودیوں کی عبادت کے لئے ایک جگہ مختص کرنا چاہتے ہیں، اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو چھ ماہ قید اور پچاس ڈالر جرمانہ عائد کرنے کی سزا دی جائے گی۔

اسرائیل کی پارلیمنٹ میں پیش ہونے والا اس مسودہ قانون پر بحث ہو رہی ہے، ابھی تک اس پر رائے شماری اور اس کی منظوری باقی ہے لیکن یہودی حکومت نے پارلیمنٹ کے فیصلے سے قبل مسجد کا ایک حصہ یہودیوں کے لئے مختص کر دیا ہے۔

اس کے رد عمل میں فلسطین کی آزادی کی تحریک [حماس] نے فلسطینی ادارے سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ قبلہ اول کی دیکھ بھال کی ذمہ داری اسرائیل سے واپس لے لیں اور انہوں نے مسجد اقصی سے متعلق اسرائیلی پارلیمنٹ کی بحث پر اندیشہ بھی ظاہر کیا ہے، حماس نے خبر دار کیا ہے کہ مسجد اقصی پر اسرائیل کے قبضہ کی کوشش کے خطرناک نتائج بر آمد ہوں گے اور پھر تمام تر ذمہ داری اسرائیل پر عائد ہو گی۔

اس اقدام کی کوشش سے اسرائیلی وحشت کے خلاف جاری نفرت میں مزید اضافہ کا سبب ہو گا، اسرائیل کے اس اقدام کے خلاف اور فلسطینیوں کی حمایت میں لندن، افریقی ممالک اور یورپ میں بڑی بڑی ریلیاں نکالی گئیں اور بڑے بڑے مظاہرے ہوئے۔

صیہونی ریاست کے توسیع پسندانہ عزائم کے بارے میں فلسطین کے ممتاز عالم دین اور فلسطین انقلاف اسلامی جماعت کے سربراہ نے کہا کہ قبلہ اول کے زمان ومکان کی تقسیم کے لئے سازشیں ہو رہی ہیں جس کے باعث ہر روز حملوں اور نمازیوں پر تشدد کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے، اب اسرائیلی حکومت اس اقدام کی جسارت کر رہی ہے جو 1961 سے اب تک اس میں ناکام رہی ہے، اسرائیلی حکومت نے مسلمانوں کی نماز پر پابندی لگانے کی کوشش کی ہے جو مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول عمل ہے اور یہ اقدام اسرائیلی حکومت کا سیاہ ترین حرکت ہے۔

اسرائیلی فوج نے قبلہ اول میں مسلمانوں کی نماز پر پابندی کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی کے منبر پر قبضہ کیا اور اس کے بعد مسلمانوں کو المسجد القبلی [مسجد اقصی کا مشرقی حصہ] جانے سے روک دیا گیا اور مسلمانوں پر فائرنگ کر کے ظلم کی نئی تاریخ رقم کی گئی، یہ واقعہ بھی پہلی بار پیش آیا۔

یہ صورتحال امت مسلمہ کے لئے پریشان کن ہے، اسرائیل بتدریج مسجد اقصی پر قبضہ کی کوشش کر رہا ہے لیکن اس پر اسلامی ممالک کے حکمران خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مسلم ممالک کے حکمران فروعی اختلافات کو بھلا کر قبلہ اول کی آزادی کے لئے کردار ادا کرتے، استعماری قوتوں کی سازشوں کو ناکام بناتے اور ان کا مقابلہ کرتے، قبلہ اول کے دفاع کے لئے متحد ہو کر آواز بلند کرتے اور اسرائیل کی حمایت کرنے والے امریکہ، روس ودیگر ممالک پر دباو لانے کی کوشش کرتے، اسلامی تنظیم کو فعال بناتے اور فلسطین کے مظلوم عوام کو اسرائیل کے مظالم کی نجات دلانے کی کوشش کرتے لیکن افسوس مسلم حکمران بے حس ہو چکے ہیں۔

❋ ❋ ❋

اسلامی غیرت اور خلوص کا پیکر، ابدی نیند سو گئے

نصیر احمد مجاہد

مولوی سید محمد حقانی رحمہ اللہ نے ساری زندگی دین اسلام کی خدمت اور شریعت کے نفاذ کی جدوجہد میں گزاری۔ جب افغانستان میں شر اور فساد کے خلاف طالبان کی اسلامی تحریک کا آغاز ہوا تو اسی دن سے وفات تک انہوں نے اسلام کی سربلندی اور ملک کی خدمت میں جہد مسلسل کے ساتھ زندگی گزاری۔

ان کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی انہوں نے امارت اسلامیہ کی صف میں شعبہ اطلاعات میں فعال کردار ادا کیا، سیاسی اور معاشرتی خدمات انجام دیں جو ذمہ داری ان کی سپرد کی جاتی وہ بہترین انداز میں نبھانے کی کوشش کرتے وہ مخلص اور مدبر رہنما تھے انہیں جس ادارے میں بھی خدمت کا موقع ملتا تھا وہ دلجمعی کے ساتھ خدمت انجام دیتے تھے، اپنے ادارے کے نظم ونسق، شفافیت اور ترقی کے لئے وہ مثالی کردار ادا کرتے تھے۔

اللہ نے انہیں بہت ساری خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ حسین اخلاق اور بہترین کمالات کا مجموعہ تھے وہ اپنی شریں گفتگو سے ساتھیوں کی ذہن سازی کرتے تھے، ان کے درمیان اخوت اور محبت کی فضا قائم کرتے تھے، نفرت اور تعصب کے رویے کے خلاف تھے، وہ مسلمان کو پریشان دیکھ کر پریشان ہوتے تھے اور خوش دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔

مرحوم حقانی صاحب صرف زبانی جمع خرچ پر یقین نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ جو کام کرتے تھے اس کو عملی جامہ پہنا کر صدق دل سے کرتے تھے، وہ عملاً نیک، پارسا اور زاہد انسان تھے وہ بیت المال کے حساب میں بہت محتاط اور حساس تھے وہ نہایت کوشش کرتے تھے کہ جہاد کی دولت اپنی ذاتی زندگی میں صرف نہ کریں۔

اللہ نے انہیں بہت ساری خوبیوں سے نوازا تھا وہ اپنے ساتھیوں کا بہت خیال رکھتے تھے، وہ ہمیشہ مجاہدین کو نصیحت کرتے تھے کہ عوام کے ساتھ نرم رویہ رکھیں اس لئے وہ ہمیشہ اجلاسوں میں ان فیصلوں کی تائید کرتے تھے جن کا فائدہ عوام کو پہنچتا تھا۔

ان کی رحلت یقیناً ہمارے لئے کسی صدمہ سے کم نہیں لیکن ہر انسان نے اس فانی دنیا سے رخصت ہو کر جانا ہے ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا وہ مدتوں پورا نہیں ہو گا وہ درویش صفت، بہادر مجاہد، اچھے اخلاق کے مالک اور ہر دلعزیز رہنما تھے، وہ عدل ومساوات اور خلوص ومروت کا پیکر تھے وہ انسانی ہمدردی کے جذبات سے معمور تھے، انہوں نے ہر دل کو افسردہ چھوڑ دیا، ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کی خدمات کو قبول فرمائے، ان کے پسماندگان، لواحقین اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے بہترین نعم البدل ان کے خاندان کو عطا فرمائے۔

امریکا کی کسمپرسی

عبدالرحمن

عالمی سطح پر زیرِ استعمال منافقانہ سیاست کی دہشت گردی کا جائزہ لیجیے!

"امریکا نے روس سے اپیل ہے کہ ہم دونوں کو مل کر افغانستان کے امن و امان کے حوالے سے پیش رفت کرنا ہوگی۔ اگر ہماری یہ کوشش کامیاب ہو جاتی ہے تو افغانستان کے علاوہ خطے کے دیگر ممالک سے بھی مطلوبہ مقصد کے بارے میں کافی اچھے نتائج دیکھنے کو ملیں گے۔"

امریکا کی کسمپرسی دیکھیے کہ اس خبر کے بین السطور میں اس کا وہ اعترافِ شکست نمایاں ہے، جسے وہ واضح الفاظ میں ادا کرتے ہوئے ڈرتا ہے۔ گویا اگر اس نے کہہ دیا کہ "میں افغانستان میں ہار گیا ہوں" تو زبان پر چھالے نکل آئیں گے۔ یہ ایک حیرت ناک امر ہے کہ امریکی وزیر خارجہ جان کیری روس کے دورے کے دوران روسی انتظامیہ پر برس رہے تھے۔ جان کیری کا کہنا تھا کہ "روس نے داعش کے خاتمے اور بشار الاسد کی حمایت کے بہانے شام کے بے گناہ اور معصوم لوگوں کا خون بہانا شروع کر رکھا ہے۔ روسی حملوں کے نتیجے میں اسکول میں جانے والے شامی بچوں، خواتین، بوڑھوں اور معذوروں سمیت جتنے بھی لوگ ہلاک ہو رہے ہیں ... ان میں کوئی بھی داعش کا حامی نہیں ہے ... بلکہ وہ لوگ تو شام کے جنگی حالات کے باعث پیدا ہونے والے تباہ کن غذائی المیے کے پیش نظر روٹی کے ایک ایک لقمے کو ترس رہے ہیں۔ روس ایسے لوگوں پر بمباری کر کے انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی کا مرتکب ہو رہا ہے۔"

دوسری طرف یہی امریکا ہے، جو افغانستان کے معاملے میں روس جیسے دہشت گرد کو امن کی فاختائیں اُڑانے کی دعوت دے رہا ہے۔ در حقیقت امریکا اپنی سلگائی ہوئی جنگ کی اس بھٹی سے نکلنے کو بے تاب ہے۔ ہزار ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود کوئی ایسی قابل عمل صورت سامنے نہیں آ رہی، جس سے "عزتِ سادات" کی لاج باقی رہ سکے۔ اس کی کوشش ہے کہ امن کے عمل میں شرکت کے بہانے روس کو یہاں گھسیٹا جائے۔ اوّل، اس سے امریکا کو نکلنے کا راستہ مل جائے گا۔ دوم، افغانستان میں لگائی گئی جنگ کی آگ بھڑکتی رہے گی، جس سے اس کی اسلحہ انڈسٹری چلتی رہے گی اور اقتصادی و معاشی مفادات کا بھی تحفظ ہوتا رہے گا۔ تیسرے، مسلمانوں کو "خلافت اسلامیہ کا سہارا" ملنے کی جو امید پیدا ہوگئی ہے، اس پر پانی پھیرا جا سکے گا۔ چوتھے، آج کل روس امریکی چودھراہٹ کو چیلنج دینے لگا ہے، اس طرح اس کے پر کاٹے جا سکیں گے۔

افغانستان کی موجودہ صورتِ حال کے تناظر میں امریکی فوجوں میں اتنا دم خم نہیں ہے کہ وہ طالبان کے ہاتھوں مکمل تباہ ہونے سے بچ پائیں۔ جس طرح قندوز کی فتح نے اسلام دشمنوں کے ہوش اُڑا دیے تھے، ہلمند میں ہونے والی تازہ کارروائیوں کی وجہ سے اس صوبے کے کئی اہم اضلاع بھی طالبان کے قبضے میں آ گئے ہیں۔ دوسری طرف افغان کٹھ پتلی حکومت بالکل بے دست و پا ہے۔ گھر کی نہ گھاٹ کی ...! امریکا کی نہ اپنی ...! افغان فوج جس علاقے کا بھی قبضہ برقرار رکھنے میں ناکام ہو جاتی ہے، وہاں کے صوبائی ذمہ داران کا پہلا بیان یہ ہوتا ہے کہ "ہم کافی عرصے سے حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرانے میں مشغول تھے۔ اشرف غنی انتظامیہ کو خبردار کیا تھا کہ اگر ہمیں مزید کمک اور فوج مہیا نہ کی گئی تو اس علاقے کے ہمارے ہاتھوں سے چلے جانے کی ذمہ داری ہم پر لاگو نہیں ہوگی۔" جب کہ دوسری طرف افغان فوج کا یہ معمول بن گیا ہے کہ آئے روز اس کے کئی اہل کار طالبان کی صفوں میں شامل ہو رہے ہیں، جس سے افغان فوج کا مورال گرنے کے علاوہ اس کی تعداد میں بھی اچھی خاصی کمی واقع ہوگئی ہے۔ یہی وجہ ہے افغان حکومت مختلف صوبوں کی جانب سے موصول ہونے والی مدد کی درخواستوں پر عمل

درآمد کرنے کی سکت نہیں رکھتی۔ لہٰذا حکومت فوج کی تعداد کے مسئلے پر قابو پانے کے لیے افغان معاشرے کے بھٹکے ہوئے بدقماش لوگوں کو "قومی ملیشیا" کے نام سے جمع کر کے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے تعاون کے لیے بندوقیں پکڑا دیتی ہے۔ نتیجتاً یہ آوارہ مزاج گروہ عام شہریوں کے جان، مال اور عزت پر ڈاکے ڈال کر اپنے شیطانی مزاج کو تسکین دینے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ جس کے باعث افغان معاشرہ مزید ابتری کی طرف جارہا ہے۔ اگر افغان حکومت کی جانب سے امن کی خواہش کو فرض کرلیا جائے کہ وہ واقعتاً اس معاملے میں مخلص ہے تو حالات کے پے درپے بدلنے کی وجہ سے وہ کوئی درست فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ خود اعتمادی اور موجودہ وسائل کے بہتر استعمال کی سمجھ سے عاری ہونے کی وجہ سے ہر نیا دن مسائل میں اضافہ کرتا چلا جارہا ہے۔ دوسری طرف یہ صورت حال طالبان کے لیے ایک طرح سے نیک شگون رکھتی ہے کہ عوام کی امیدوں کا محور تبدیل ہو رہا ہے۔ وہ طالبان پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں کہ امارت کے زیر اقتدار علاقوں میں امن کی فضا بہت دل خوش کن ہے۔ جس سے وہاں کی معاشرت اور معیشت کے حوالے سے بہتری کی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔

بظاہر تو یہی نظر آرہا ہے کہ سرخ ریچھ کو افغانستان سے انخلا کے بعد جو عرصہ سنبھلنے کو ملا ہے، جس سے اس کے بال و پر دوبارہ نکل آئے ہیں، وہ اس کے باوجود امریکا کی پیش کش قبول نہیں کرے گا۔ لیکن جیسا کہ اسلام پسندوں کی ترقی اور کامیابی کی راہ میں روڑے اٹکانے میں سب کافروں نے ایکا کر رکھا ہے، اس سے کوئی بعید بھی نہیں ہے کہ روس براہ راست نہ بھی ہو سکا تو اندریں خانہ افغانستان میں اپنا تخریبی اثرورسوخ استعمال کرنے کی ضرور کوشش کرے گا۔ میڈیا پر ایک گہرے تسلسل کے ساتھ ایک جیسی دو خبروں کی گردش اس طرف اشارے کرتی دکھائی دیتی ہے۔ پہلی خبر، جس میں برطانوی اخبار "روزنامہ سنڈے ٹائمز" نے کہا:

"ستمبر کے مہینے میں امارت اسلامیہ کے سربراہ امیر المومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ نے تاجکستان میں روسی صدر ولادی میر پوتن سے ملاقات کی ہے۔"

اس پر امارت کے ترجمان کی جانب سے جاری اعلامیے میں کہا کہ "ایسی کوئی ملاقات دنیا کے کسی بھی حصے میں نہیں کی گئی۔ ہم اس خبر کی پرزور مذمت کرتے ہوئے باور کراتے ہیں کہ اس خبر میں جھوٹ کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

دوسری خبر، جس میں دسمبر کے اواخر میں بعض شرپسند نشریاتی اداروں کی جانب سے افغانستان کے لیے روس کے خصوصی ایلچی "ضمیر کابلوف" کے حوالے سے رپورٹ شائع کی گئی کہ:

"افغانستان میں داعش کے بڑھتے ہوئے اثرورسوخ کو ختم کرنے کی خاطر امارت اسلامیہ کے سرکردہ افراد کے ساتھ بات چیت ہوئی ہے۔"

اس پر امارت کا دلچسپ تبصرہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

ترجمان کا کہنا ہے کہ "امارت اسلامیہ نے وطن عزیز سے امریکی قبضہ ختم کرانے کی خاطر خطے کے متعدد ممالک سے رابطہ کیا ہے اور کر رہی ہے۔ یہ ہمارا جائز حق ہے۔ لیکن نام نہاد داعش کے خلاف ہمیں کسی کے تعاون کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اس بارے میں کسی سے رابطہ کیا ہے اور نہ ہی بات چیت کی ہے۔ افغان عوام نے اللہ تعالیٰ کے فضل و نصرت سے گزشتہ 14 سالوں میں 49 غاصب ممالک اور ان کی شرپسند کٹھ پتلی انتظامیہ کا مقابلہ کر کے انہیں شکست سے دوچار کیا ہے۔ لہٰذا اسی بنیاد پر ہم داعش کے خطرے کو بھی بآسانی ختم کر سکتے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس ناسور کا کافی حد تک علاج ہو بھی چکا ہے۔"

اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں خبریں جھوٹ کے پلندے کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ ایسی مضحکہ خیز خبریں ہیں کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے "خبر ساز اداروں کی عقل" گھاس چرنے چلی گئی ہے۔ اتنا بھیانک جھوٹ گھڑنے کو جگر کی اچھی خاصی مقدار چاہیے۔ لیکن مغربی میڈیا کی جانب سے مخصوص اشاروں کے بعد ایسی خبریں نشر کرنا بہت معنی رکھتا ہے۔ جس سے اگلے وقت کے حالات کے حوالے سے کافی کچھ سوچا جاسکتا ہے۔

لیکن یہ سچ ہے کہ مجاہدین آج پہلے سے زیادہ طاقتور ہیں، جو اکیسویں صدی کے امریکا کو شکست دے چکے ہیں، وہ اسی صدی کے روس کو مزید ٹکڑے کرنا بھی جانتے ہیں۔ اور یہ ایسا سچ ہے، جسے دنیا کا کوئی جھوٹ فتح نہیں کرسکتا!

☆☆☆

افغانستان دسمبر 2015 میں

احمد فارسی

نوٹ! اس تحریر میں ان واقعات اور جانی ومالی نقصانات کی نشاندہی کی گئی ہے جو دشمن کی جانب سے میڈیا پر نشر کی گئی ہے۔ نقصانات کے حقیقی اعداد وشمار اور ان سے متعلق خبریں الامارہ ویب سائٹ سمیت دیگر ویب سائٹوں پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

دسمبر 2015 میں مجاہدین کی جانب سے بہت سی فتوحات کے ساتھ ساتھ کچھ دیگر بھی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ اس ماہ میں دیگر مہینوں کی طرح بیرونی فوجیوں کو اندازے سے زیادہ جانی ومالی نقصانات پہنچے۔ اس کے ساتھ ساتھ دنیا کے لوگوں نے وہ حیران کن واقعات بھی دیکھے جو کابل انتظامیہ کے عسکری اہلکاروں کے ہاتھوں مختلف مواقع پر سرزد ہوئے ہیں۔ ذیل میں ان تمام واقعات کی تفصیل پڑھیں۔

جارحیت پسند دشمن کے نقصانات:

حالانکہ گذشتہ ماہ جارحیت پسندوں نے اپنے ہونے والے نقصانات کا کوئی اعتراف نہیں کیا۔ دسمبر میں دشمن کے اپنے اعتراف کے مطابق جہادی حملوں میں 6 بیرونی فوجی ہلاک ہوگئے۔ اس طرح 2015 میں دشمن کے اپنے اعتراف کے مطابق بیرونی فوجیوں کی ہلاکتوں کی کل تعداد 28 ہوگئی ہے۔ یہ تعداد 2001 کے علاوہ جارحیت کے گذشتہ پورے دورانیے میں سالانہ سب سے کم تعداد سمجھی جاتی ہے۔ اس دسمبر میں بیرونی ہلاکتوں کی کل اعترافی تعداد 3512 تک پہنچ گئی ہے جن میں سے 2378 امریکی، 455 برطانوی اور بقیہ دیگر اتحادی ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔

جارحیت پسندوں نے اپنے 6 فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا حالانکہ اس ماہ کے دوران ہلمند، کابل اور پروان کے صوبوں میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کی کل تعداد درجنوں میں ہے۔

دشمن کے بعض ذرائع نے کہا ہے کہ گذشتہ 14 سالوں میں 34 ہزار فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔ یہ تعداد حقائق سے بہت دور ہے۔ رواں سال شائع ہونے والی رپورٹوں میں جو معلومات دی گئی ہیں اس کے مطابق وہ دائمی معذور جو زندہ اور دماغی لحاظ سے تندرست ہو کر اپنے گھروں کو لوٹے ہیں ان کی تعداد دس ہزار سے بڑھ کر ہے۔ حالانکہ وہ جو معذور ہو کر گھروں کو لوٹے یا ذہنی بیماریوں میں مبتلا ہوگئے ہیں یا جنہوں نے خودکشی کرلی ہے وہ سب ان کے علاوہ ہیں۔

کٹھ پتلی دشمن کے ہونے والے نقصانات:

16 دسمبر بروز بدھ امریکی وزارت دفاع نے اعلان کیا کہ افغان فوجی اہلکاروں میں ہلاکتوں کی تعداد گذشتہ سال کی بنسبت 27 فیصد بڑھ گئے ہیں۔ طالبان اب بھی بیرونی جارحیت پسندوں اور ان کے داخلی مزدوروں کے مقابلے میں ایک بڑا چیلنج ہیں۔

دسمبر کے مہینے میں بھی نیشنل آرمی اور اربکی اہلکار ملک کے کونے کونے میں مجاہدین کے حملوں کا شکار ہوگئے۔ محترم قارئین مشت نمونہ از خروارے کے طور پر ہلاکتوں کے کچھ اعداد وشمار آپ کے سامنے رکھیں گے۔

12 دسمبر بروز ہفتہ صوبہ بغلان ضلع برکی کا ضلعی گورنر مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہوگیا۔ اس کے بعد صوبہ سرپل ضلع صیاد میں 22 دسمبر بروز منگل ایک پولیس سربراہ اپنے 12 ساتھیوں سمیت ہلاک ہوگیا۔ اس واقعے کے چار روز بعد کابل شہر کے مشرق میں مزدور فوج کے دو افسران بھی مجاہدین کے اچانک حملے میں ہلاک ہوگئے۔ اسی طرح 30 دسمبر کو شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ فاریاب ضلع المار میں ایک اربکی اپنے کمانڈر کو ہلاک کرنے کے بعد صحیح سلامت وہاں سے نکل آیا۔

عزم آپریشن:

دسمبر میں عزم آپریشن اپنے جوبن پر رہا۔ بہت سے مقامات پر فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ ذیل میں اس ماہ کے دوران ہونے والے وقعات کی تفصیل دی جارہی ہے۔

ہلمند کے مختلف مقامات پر مجاہدین کے شدید ترین حملوں کے بعد 2 دسمبر کو صوبائی اسمبلی نے حکومت کو تنبیہ کی کہ ضلع خانشین کا سقوط ہونے والا۔ اس کے بعد 8 دسمبر کو مجاہدین نے ضلع خانشین پر فیصلہ کن حملہ کیا اور اس کے اگلے روز تمام عسکری اور انتظامی وسائل سمیت پورا ضلع قبضہ میں لے لیا۔

اس کے کچھ روز بعد 12 دسمبر کو ضلع مارجہ بھی مجاہدین کے ہاتھ آگیا۔ وہاں دشمن کے

جانی نقصانات کے علاوہ بہت سا بھاری وہلکہ اسلحہ، گاڑیاں، بکتر بند گاڑیاں مجاہدین کے قبضے میں آگئیں۔ اس کے اگلے روز اس صوبے کے صوبائی شوری نے اعلان کیا کہ طالبان مرجہ پر قبضہ کے بعد صوبے کے دوسرے علاقوں کی طرف رخ کر رہے ہیں۔ 17 دسمبر کو وسیع حملوں کے سلسلے میں ضلع واشیر کے کچھ سیکیورٹی چیک پوسٹوں پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین کا قبضہ ہوگیا۔ اور بالآخر 20 دسمبر بروز اتوار شدید لڑائی کے بعد ضلع سنگین پر بھی مجاہدین کا جھنڈا لہرانے لگا۔

ہلمند کے پڑوس میں بھی عسکری آپریشن نے اپنی خاموشی توڑ دی اور جگہ جگہ سے فتوحات کی خبریں آنے لگیں۔ اس سلسلے میں 8 دسمبر کو مجاہدین نے قندہار شہر کے 9 زون میں شدید حملے کیے جس میں 35 پولیس اہلکار ہلاک وزخمی ہوگئے۔ اسی روز اس صوبے کے ہوائی اڈے پر بھی فدائی حملہ ہوگیا۔ اس میں دشمن کو قابل ذکر نقصانات اٹھانے پڑے۔ 7 دسمبر کو ضلع غورک میں مجاہدین نے رات کی کارروائی میں چیک پوسٹ پر موجود 14 اہلکاروں کو مار ڈالا۔ 23 دسمبر کو زابل ضلع شاہ جوئی میں شدید لڑائی ہوئی جس میں دشمن کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ 2 دسمبر کو شمال کے مجاہدین نے اعلان کیا کہ وہ ابھی اس وقت کندوز کے دروازے پر ہیں اور مکمل طور پر مسلح اور تیار ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مجاہدین اب بھی قندوز شہر پر قبضہ کرسکتے ہیں۔ مگر جنگی اور عام لوگوں کی مصلحتوں کی خاطر اس پر قبضہ نہیں کرنا چاہتے۔

ملک کے مشرقی حصے میں بھی عزم آپریشن کا سلسلہ پوری قوت سے جاری تھا۔ 7 دسمبر کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے ننگرہار ضلع سرخرود کے مرکز پر حملہ کیا اور اس کی وجہ سے دشمن کو شدید ترین نقصان پہنچایا۔ 10 دسمبر کو مجاہدین نے ایک بار پھر نورستان ضلع کامدیش کے ضلعی آفس پر حملہ کی اور وہاں بہت سے سیکیورٹی تنصیبات کو نقصان پہنچایا۔

ملک کے جنوب میں جنگوں اور فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ 8 دسمبر کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے پکتیکا کے ضلع وزمی میں کابل انتظامیہ کی کانوائے پر شدید حملہ کیا جس کے نتیجے میں انتظامیہ کے 42 فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

دسمبر وہ مہینہ تھا جس میں جارحیت پسند اور ان کے کٹھ پتلی ملک کی دارالحکومت اور مرکزی صوبوں کو مجاہدین کے آپریشن سے محفوظ نہ رکھ سکے۔ 11 دسمبر کو کابل میں جارحیت پسندوں کے ریسٹوران اور اسپین کے سفارت خانے پر فدائی حملہ ہوا 7 گھنٹے تک جاری رہنے والی اس لڑائی میں 50 بیرونی جارحیت پسند اور ان کے کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے۔ 21 دسمبر کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے امریکی سفارت خانے کے قریبی علاقوں پر راکٹ کے حملے کیے۔ جس کے دھماکوں کی آوازیں دور تک سنی اور آگ کے شعلے دور تک دیکھے گئے۔ مگر نقصانات کے متعلق کوئی رپورٹ تاحال نشر نہیں کی گئی۔ اس واقعے کے اگلے روز کابل میں ایک خاتون امریکی فوجی بھی ہلاک ہوگئی۔

28 دسمبر کو کابل کے ہوائی اڈے کے قریب جارحیت پسندوں کے عسکری کانوائے پر مجاہدین کی جانب سے شدید حملہ کیا گیا جس میں 13 فوجی ہلاک ہوگئے۔

21 دسمبر کو پروان میں جمع ہونے والے دشمن کی فوج بھی فدائی مجاہدین کا نشانہ بنی۔ یہ حملہ ضلع بگرام میں بیرونی جارحیت پسندوں پر ہوا نیویارک پولیس کے انکشافات کے مطابق اس میں 6 امریکی فوجی ہلاک اور کئی زخمی ہوگئے۔

جنوب مغرب سے آنے والی خبریں بتاتی ہیں کہ وہاں دیگر علاقوں کی طرح مختلف جہادی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ 23 دسمبر کو صوبہ فراہ ضلع گلستان پر مجاہدین کا قبضہ ہوگیا۔ اس کے ایک روز بعد ضلع شیرین تگاب مجاہدین کا قبضہ مستحکم ہوگیا۔

جارحیت پسند اور ان کے خواب:

جارح دشمن ایک جانب مسلسل شکست سے دوچار ہونے کے بعد ملک سے فرار ہونے کی راہ تلاش کر رہا ہے۔ اس نے بڑی تعداد میں فوجی انخلا بھی دیے ہیں، دوسری جانب اسی اتحاد کے بعض ممالک اب بھی افغانستان میں دائمی قیام کے خیالی خواب دیکھ رہے ہیں۔

2 دسمبر کو ناٹو کے وحشیوں نے بروکسل میں منعقدہ ایک اجلاس میں فیصلہ کیا کہ ان کی فوج 2016 کے بعد بھی کابل انتظامیہ کے تعاون کے لیے افغانستان میں موجود رہے گی۔ اس فیصلے سے ایک روز قبل بھی ایک امریکی سینیٹر نے افغانستان میں اپنی پیش رفت کا دعوی کیا تھا اور کہا تھا کہ اب بھی جنگ جیتنے کے امکانات ہیں۔ حالانکہ دنیا بھر کے لوگوں نے ان کی شکست اور ناکامی دیکھ لی ہے اور سب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مجاہدین مزید کامیابیاں حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

امارت اسلامیہ نے جارحیت پسندوں کے اس اعلان کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ افغان عوام آخری جارح فوجی کے انخلاء تک اپنا جنگ جاری رکھیں گے۔

عوامی نقصانات اور عوام کی اذیتیں

دسمبر 2015 میں 30 عام افراد جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلی فوجیوں کے ہاتھوں مختلف واقعات میں شہید کردیے گئے۔ اس کی تفصیل قارئین الامارہ ویب سائٹ پر عوامی نقصانات کی رپورٹ میں ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ چند ایک واقعات کا ذکر

یہاں بھی ملاحظہ کریں۔ یکم دسمبر کو افغان فوج کے مسلح شر پسندوں نے پکتیا ضلع گرد چیژئی میں ایک عالم دین کو اس لیے شہید کر دیا کہ اس نے ایک ہلاک ہونے والے فوجی کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد 5 دسمبر کو افغان فوجیوں نے میدان وردگ ضلع سید آباد میں مارٹر کے گولے سے بچوں سمیت 12 عام افراد کو شہید کر دیا۔ اس طرح کے ایک اور واقعے میں 14 دسمبر کو مسلح اربکیوں نے ننگرہار ضلع بہسود میں خواتین اور بچوں سمیت ایک خاندان کے 8 افراد کو شہید کر ڈالا۔

15 دسمبر کو غزنی ضلع دہ یک میں بیرونی جارحیت پسندوں نے رات کو چھاپے کے دوران ایک امام مسجد اور اس کے ساتھ 5 دیگر افراد کو شہید کر ڈالا۔ اس کے علاوہ مذکورہ علاقے کے لوگوں پر اس وقت اربکیوں نے حملہ کیا جب لوگ ان شہداء کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔ اس حملے میں بھی بہت سے لوگ شہید اور زخمی ہو گئے۔ اسی روز غزنی کے لوگوں نے دھمکی دی کہ اگر انہیں اربکیوں کے شر سے نجات نہ دلائی گئی تو وہ مظاہروں کا سلسلہ شروع کر دیں گے۔ حالانکہ گذشتہ ماہ میں اسی علاقے میں اربکیوں کے ہاتھوں خواتین اور بچوں کے اغواء، جنسی زیادتی اور ڈاکے کی مختلف وارادات کی رپورٹ دی گئی ہے۔ اس واقعے کے ایک روز بعد وحشی بیرونی جارحیت پسندوں نے ننگرہار کے ایک عالم کو شہید کر دیا جو کافی عرصے سے بگرام میں قید تھے۔ 27 دسمبر کو ایک انتہائی کربناک اور دردناک واقعے میں صوبہ کنڑ ضلع ناڑی میں بچوں سمیت ایک خاندان کے 6 افراد شہید کر دیے گئے۔

میڈیا کو مجاہدین کا پیغام:

افغانستان پر صلیبی جارحیت کے ساتھ ہی میڈیا کو یا تو طاقت اور دولت کے ذریعے خریدا گیا یا نئے میڈیا ادارے کھولے گئے تاکہ ملک کے اندرونی حقائق خفیہ رکھیں۔ عوام کو دھوکہ دینے کے لیے جھوٹا اور منظم شعوری طور پر پروپیگنڈا مہم چلایا جائے۔ تاکہ جنگ کے سارے ثمرات افغانستان کے دشمنوں کو حاصل ہو جائیں۔ امارت اسلامیہ نے بار بار میڈیا کو ان کی ذمہ داریوں کی جانب توجہ دلائی اور ان کی صحافتی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ ان سے بار بار مطالبہ کیا کہ وہ انٹیلی جنس اداروں کے آلہ کار بن کر نہ رہیں۔ اپنی پیشہ ورانہ دیانت کے ساتھ حقائق لوگوں کو اور دنیا تک پہنچائیں۔

امریکی مجاہدین کا نیا اتحاد:

امریکا اور اس کے اتحادیوں کی جانب سے افغانستان پر جارحیت کے بعد شمال میں مجاہدین کے نام سے جمع ہونے والے چوروں اور چاپلوسوں نے اپنے تمام وسائل ان کے اختیار میں دے دیے۔ اور چند ٹکوں کی خاطر اس بات پر تیار ہو گئے کہ صف اول میں کھڑے ہو کر مسلمان اور حریت پسند قوم سے لڑیں۔ ان کی جانب سے یہ جنگ اب بھی جاری ہے۔ مگر انتہائی ہٹ دھرمی سے یہ لوگ اب بھی خود کو مجاہدین کا خطاب دیتے ہیں۔

منصب اور لوٹ مار کے ان شوقین لوگوں نے 15 سالوں سے رسوائیاں اور ذلتیں اٹھائیں، ان ذلتوں میں سے ایک ایساف کے ملغی کو انتخابات میں مطلوبہ کرسی نہ ملنا تھا۔ اس لیے یہ چور اور جنگجو سمجھ رہے ہیں کہ کٹھ پتلی انتظامیہ ان سے برا سلوک کر رہی ہے اور جہاد کا سابقہ رکھنے والے لوگوں کو دیوار سے لگا رہی ہے۔ اسی لیے یہ لوگ ایک بار پھر جمع ہو رہے ہیں اور افغانستان کے استحکام کے نام سے ایک اور شوری تشکیل دے رہے ہیں۔ شوری بنانے کا اصل مقصد بھی حسب سابق صلیبی آقاوں سے ملت فروشی کے لیے نئے طریقے سے دولت حاصل کرنا ہے۔ اور ان گندگیوں کو دوبارہ حاصل کرنا ہے جو حال ہی میں ان کی خدمات کی ضرورت ختم ہو جانے پر ان کے آقاوں نے ان کے لیے بند کر رکھے تھے۔

اقوام متحدہ جارحیت پسندوں کا آلہ کار:

اقوام متحدہ کی تنظیم نے بھی افغانستان کی جنگ کے پورے دورانیے میں اب تک جارح قوتوں کا ساتھ دیا ہے۔ اقوام متحدہ کو افغانستان کے مظلوم عوام کے خلاف استعمال کیا جارہا ہے۔ اقوام متحدہ کے جانبدارانہ فیصلوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے 22 دسمبر کو امارت اسلامیہ پر لگی عائد کردہ پابندیوں میں ایک سال کی توسیع کر دی۔ یہ پابندیاں جس میں امارت اسلامیہ کے ارکان کی بلیک لسٹ بھی شامل ہے 2001 سے ہماری قوم پر مسلط کر دی گئی ہے۔ امارت اسلامیہ نے ایک اعلامیہ کے ذریعے ان کی اقوام متحدہ کی پابندیوں اور حد بندیوں کو ملک میں جنگ کو طول دینے کا ایک عامل اور ایک جانبدارانہ فیصلہ قرار دیا ہے۔

نیشنل سیکیورٹی کا ادارہ

نیشنل سیکیورٹی کا جو ادارہ گزشتہ ایک سال پہلے بنایا گیا تھا۔ اس کے بنے ہوئے ایک سال ہو چکا ہے۔ یہ ادارہ ملت فروشوں اور بے اختیار لوگوں سے تشکیل دیا گیا ہے۔ اس کی لاقانونیت اور بدامنی کی ایسی شرمناک مثالیں پیش آ رہی ہیں جس کی نظیر پوری دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ گذشتہ ماہ کی رپورٹ میں بھی ایسے بہت سے واقعات اٹھائے گئے ہیں اس کے چند نمونے یہاں پیش کیے جا رہے ہیں۔

یکم دسمبر کو کابل انتظامیہ کے حکام میں سے ایک اعلی سطحی فرد نے صوبہ کاپیسا میں کہا تھا کہ: اس صوبے کے مقامی حکام اپنے ذاتی مسلح لشکر تشکیل دے رہے۔ 27 دسمبر کو

میڈیا نے رپورٹ دی کہ پارلیمنٹ کے سیکرٹری جنرل کی فوج نے داعش کے لوگوں کے سر کاٹ دیے ہیں۔

نیشنل سیکیورٹی کا ادارہ شدید ترین سیاسی اختلافات کا شکار ہے۔ بلکہ عسکری بد نظمی اور اختلافات بھی اپنے عروج پر ہیں۔ جس کی وجہ سے اس کے ارکان کے درمیان ہاتھاپائی تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس حوالے سے افغانستان کے سٹریٹجک سٹڈی کے انسٹیٹیوٹ نے مختلف صوبوں میں اس موضوع پر تحقیق کرنے کے بعد 2دسمبر کو اعلان کیا کہ کابل انتظامیہ کی فوج کی آپس کی جنگ اور جارحیت پسندوں پر کابل فوج کی جانب سے حملوں کی وجہ ان اداروں میں فکری اختلافات اور علیحدگیاں ہیں۔

اس تحقیق کی اشاعت کے بعد 18 دسمبر کو ایک بار پھر کابل انتظامیہ کی صفوں میں آپس کے اختلافات سامنے آگئے ہیں۔ اس بار غزنی ضلع اندڑ کے اربکیوں اور افغان آرمی کے اہلکاروں نے تین گھنٹے تک ضلعی آفس اور پولیس ہیڈ کوارٹر کی عمارت کو محاصرے میں رکھا اور ان کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ بھی ہوا۔ بتایا گیا ہے کہ اس واقعے میں دونوں فریقوں کو قابل ذکر نقصانات پہنچے۔

کابل انتظامیہ ایک جانب گڈ گورننس اور بہترین تعلیم وتربیت کے حوالے سے مبالغہ آرائی سے کام لیتی ہے اور مجاہدین پر تعلیمی اداروں کی بندش کا الزام لگاتی ہے۔ تو دوسری جانب 3دسمبر کو کابل انتظامیہ کی جانب سے قندوز کے گورنر نے وہاں موجود افغان فوج کو حکم دیا کہ اپنی آخری حد تک کوشش کریں کہ مجاہدین کے علاقوں میں تعلیمی ادارے بند کردیں۔

نیشنل سیکیورٹی کے ادارے نے اپنے آغاز کے ساتویں روز ہی اپنے آقاؤں کے ساتھ ملک فروشی کے معاہدے پر دستخط کردیے۔ جس کے مطابق بیرونی فوجی خود اپنی مرضی سے رات کو آپریشن اور کارروائی نہیں کرسکتے مگر اس کے کچھ روز بھی نہ گذرے تھے کہ بیرونی آقاؤں نے اس معاہدے کی مخالفت کی۔ 6دسمبر کو جارحیت پسندوں نے پکتیکا ضلع گیان میں رات کو آپریشن کیا اور 12 بے گناہ ہم وطنوں کو شہید کردیا۔ اس کے علاوہ 14 دسمبر کو میڈیا نے مجاہدین کے خلاف جنگ میں امریکی فوجیوں کی شرکت کی خبریں بھی نشر کیں۔

دوسری جانب حکومتی اہلکاروں اور ملازمین سمیت ہمارے ملک کے عام شہری اپنے ملک سے فرار ہورہے ہیں۔ 9دسمبر کو میڈیا نے افغان فضائیہ کے دو افسران کی امریکا فرار کی خبریں نشر کیں۔

کابل انتظامیہ کے عجائبات میں سے ایک انٹیلی جنس سربراہ کا پر اسرار استعفیٰ تھا۔ انٹیلی جنس سربراہ نے 10 دسمبر کو اس وقت استعفیٰ دیا جب انہوں نے کابل انتظامیہ پر شدید تنقید کی اور کہا کہ استعفیٰ کی وجہ افغان صدر کی جانب سے خاد کا دائرہ کار تنگ کرنا تھا۔

ان کے استعفیٰ کے بعد ان پر الزام لگایا گیا کہ وہ بیرونی ممالک کے لیے جاسوسی کر رہے تھے اور یہ اندازہ لگایا جارہا تھا کہ انہیں جلد عدالت میں طلب کرلیا جائے گا۔ مگر گرفتاری سے پہلے ہی وہ بیرونی ملک فرار ہو کر چلے گئے۔ اس کے بعد مقامی سربراہ نے بھی 13 دسمبر کو استعفاء دے دیا اور بہت جلد امریکا پہنچنے کی امید پر ملک چھوڑ کر چلا گیا۔

اس کے علاوہ انٹیلی جنس ادارے کے سیکرٹری نے بھی سربراہ نہ بنائے جانے کی وجہ سے اپنا استعفاء پیش کردیا۔ اس طرح کی ایک اور خبر میں افغان صدر کے مشیر برائے انسانی حقوق کو بھی معطل کردیا گیا ہے۔ 24دسمبر کو میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کابل انتظامیہ شدید دباؤ کا شکار ہے اور تنخواہوں کی ادائیگی روکنے پر مجبور ہے۔

کابل انتظامیہ ایک جانب داعش کے خلاف لڑ رہی ہے تو دوسری جانب 12 دسمبر کو روسی میڈیا ادارے تاس نے کابل انتظامیہ کے دو اعلیٰ حکام پر داعش سے تعاون کا الزام لگایا۔

22 دسمبر کو ننگرہار ضلع سرخ رود کے لوگوں نے بتایا کہ ہم نے دیکھا کہ تورغرہ پر امریکی ہیلی کاپٹر سے نقاب پوش اتر رہے تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ افغانستان میں داعش کا وجود کابل انتظامیہ کی تاسیسات میں سے ہے۔ تاکہ اس سے امریکا کو یہاں طویل قیام کا بہانہ مل سکے۔

کابل انتظامیہ کی سب سے حیران کن خبروں میں سے آخری خبر یہ ہے کہ 21دسمبر کو صوبہ بلخ کے گورنر نے اپنے آقاؤں سے مطالبہ کیا کہ انہیں اکیلا نہ چھوڑیں۔ 30دسمبر کو ناٹو کے مقامی سربراہ نے علاقے کا دورہ کرنے کے بعد امریکا سے مطالبہ کیا کہ یہاں مزید فوج بھیجی جائے۔ حالانکہ کابل اور امریکا معاہدے کے مطابق 2015 کے بعد امریکا افغانستان بھر سے اپنی فوج سمیٹے گا اور متعین اڈوں میں رکھے گا۔

⊙⊙⊙

جنگی جرائم دسمبر 2015

سید سعید

یکم دسمبر 2015ء کو صوبہ ننگرہار ضلع غنی خیل کے علاقے سیاہ چوب میں افغان فورسز نے مقامی آبادی پر چھاپے کے دوران گھر گھر کی تلاشی لی۔ لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ چار افراد کو حراست میں لیا اور گھروں سے قیمتی اشیاء بھی لوٹ کر لے گئے۔

3 دسمبر کو صوبہ زابل ضلع شینکی کے علاقے ذب میں افغان فورسز نے مقامی آبادی پر راکٹ فائر کیا، جو سیلانی اکا نامی شخص کے گھر پر جا گرا، جس کے نتیجے میں ایک خاتون شہید ہوگئی۔

4 دسمبر کو صوبہ میدان وردگ ضلع سید آباد کے علاقے اونڑی میں افغان فورسز کے راکٹ حملے میں دس افراد شہید اور آٹھ زخمی ہو گئے، جن میں معصوم بچے بھی شامل ہیں۔ عینی شاہدین کے مطابق یہ واقعہ اس وقت پیش آیا، جب لوگ مسجد کے باہر جمع ہو گئے تھے۔ اس دوران فورسز کی چیک پوسٹ سے ایک راکٹ آ کر ان کے درمیان پھٹ گیا، جس کے باعث کئی افراد شہید اور زخمی ہوئے۔ اس واقعہ کے بعد مشتعل افراد نے کابل-قندھار قومی شاہراہ بلاک کر دی، جس سے ٹریفک جام ہو کر گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگ گئیں۔ مظاہرین نے حکومت کے خلاف شدید نعرہ بازی کی۔ مذکورہ واقعہ کی تحقیقات اور قاتلوں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ میدان وردگ کے سرکاری حکام نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی ہے۔

5 دسمبر کو صوبہ قندوز ضلع چہاردرہ کے مضافات میں پولیس نے ایک شخص کو شہید اور ایک کو زخمی کر دیا۔

12 دسمبر کو صوبہ ہلمند ضلع ناوی کے علاقے ہدرے میں فورسز کی جانب سے راکٹ داغا گیا، جو ایک گھر پر گرا، جس کے نتیجے میں ایک خاتون، ایک آدمی اور دو بچے شہید ہو گئے۔

14 دسمبر کو صوبہ قندوز ضلع دشت آرچی کے علاقے کلباد میں قابض افواج اور افغان فورسز کی مشترکہ کارروائی میں ایک شخص 'دلدار' شہید ہو گیا۔ اسی دن صوبہ غزنی ضلع دیک کے علاقے شیر اقلعہ میں قابض اور افغان فورسز نے مشترکہ طور پر رات کی تاریکی میں مقامی آبادی پر چھاپہ مارا۔ گھروں کی تلاشی لی۔ عینی شاہدین کے مطابق چھاپے کے دوران انہوں نے چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کیا۔ بعد ازاں ایک مسجد پر بمباری کی، جس کے نتیجے میں پیش امام 'مولوی نصر اللہ' محلے کا ایک شخص 'محمد مرجان' اور مدرسے کے چار طلبہ شہید ہو گئے۔

15 دسمبر کو غزنی میں مقامی لوگ لاشیں تدفین کے لیے قبرستان لے جا رہے تھے، جس پر افغان فورسز نے پھر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں حاجی محمد شاہ خان نامی شخص شہید اور دو مزید افراد حاجی محمد شریف اور محمد نبی زخمی ہو گئے۔

16 دسمبر کو قابض افواج نے رات کی تاریکی میں صوبہ ہلمند ضلع خانشین کے علاقے قلعہ نو میں چھاپے کے دوران چار افراد کو شہید کر دیا۔ اسی دن صوبہ ننگرہار ضلع بٹی کوٹ کے علاقے چہاردہی میں جارحیت پسندوں نے مقامی آبادی پر چھاپہ مار کر شہریوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ ایک شخص کو شہید اور دو کو زخمی کر کے نامعلوم مقام کی طرف منتقل کر دیا۔

22 دسمبر کو صوبہ جوزجان ضلع فیض آباد کے علاقے کوکلداش میں پولیس نے ایک خاتون اور ان کے بیٹے کو شہید کر دیا۔ اسی دن صوبہ ننگرہار ضلع غنی خیل کے علاقے ڈاگی میں فورسز نے آپریشن کیا، مقامی لوگوں کے گھروں کی تلاشی لینے کے دوران انہیں تشدد کا نشانہ بنایا اور دو افراد کو حراست میں لے لیا۔

28 دسمبر کو صوبہ ہلمند ضلع سنگین کے بازار کے قریب چیناری گاؤں میں قابض افواج نے افغان فورسز سے مل کر چھاپہ مارا، جس میں ایک شخص کو زخمی کر دیا۔ دو ڈاکٹروں سمیت تین افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔

اقتباسات: بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک اور پژواک، روزنامہ سرنوشت، خبریال، لراوبر، ٹن ایشیا اور جیئو ویب سائٹس

ربیع الاول کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	افغان اہلکار ہلاک	افغان اہلکار زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	عام شہریوں کی جانی
-1	قندھار	34	0	0	0	45	15	9	1	0	0
-2	ہلمند	91	1	2	3	234	83	67	5	6	1
-3	غزنی	18	0	0	0	22	12	6	1	0	0
-4	خوست	36	0	0	0	71	24	10	4	0	0
-5	نورستان	14	0	0	0	30	45	7	1	8	0
-6	میدان وردگ	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-7	کونڑ	15	0	0	0	15	22	10	0	1	0
-8	پکتیکا	16	0	0	0	16	1	6	0	0	0
-9	زابل	22	0	0	0	28	12	1	0	0	0
-10	لوگر	16	0	0	0	26	7	3	2	2	0
-11	کاپیسا	71	0	0	0	52	26	8	0	0	0
-12	روزگان	15	0	0	0	12	22	7	0	0	0
-13	پکتیا	29	0	0	0	30	33	5	1	0	0
-14	فراہ	36	0	0	0	60	30	10	1	0	0
-15	کابل	14	3	10	0	33	22	12	2	0	2
-16	ننگرہار	41	0	0	0	51	30	6	3	3	0
-17	لغمان	34	0	0	0	68	46	9	1	0	0
-18	ہرات	6	0	0	0	10	2	1	0	0	0
-19	نیمروز	14	0	0	0	15	12	5	0	0	0
-20	بادغیس	10	0	0	0	20	13	3	0	0	0
-21	قندوز	15	0	0	0	17	16	5	0	0	0
-22	بغلان	31	0	0	0	56	27	9	1	3	0
-23	فاریاب	15	0	0	0	17	17	3	0	3	0
-24	غور	6	0	0	0	14	6	0	0	0	0
-25	پروان	8	1	19	0	4	0	3	1	0	1
-26	تخار	3	0	0	0	19	4	0	0	2	0
-27	سمنگان	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-28	بدخشان	7	0	0	0	14	25	3	0	0	0
-29	بامیان	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-30	بلخ	7	0	0	0	7	4	4	0	0	0
-31	جوزجان	10	0	0	0	16	9	4	0	1	0
-32	دائی کنڈی	5	0	0	0	9	2	0	0	0	0
-33	سرپل	6	0	0	0	27	10	1	1	0	0
-34	پنجشیر	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
مجموعہ		645	5	31	3	1038	577	217	25	29	4

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1- ہلمند میں ایک ہیلی کاپٹر

KATO

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

4th Year February 2016

ماہنامہ شریعت چوتھے سال کا کلیکشن